ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ نصیر احمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء شمارہ ۴

نماز پڑھنے کے جرم میں، پولیس کی موجودگی میں، احمدی مسلمانوں پر حملے

ایبٹ آباد میں احمدی مسلمانوں پر تشدد کے واقعات میں اضافہ

[پریس ڈیسک]: پاکستان میں تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ایبٹ آباد اور مانسہرہ کے علاقوں میں احمدیت کی شدید مخالفت جاری ہے۔ ایبٹ آباد میں جمعہ کی نماز کے وقت علاقہ کی مجلس ختم نبوت کا صدر وقار گل جدون آٹھ دس بدمعاشوں کو لے کر اس تاک میں رہتا ہے کہ احمدی جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر باہر نکلیں تو ان کو مارا پیٹا جائے۔ ۵ جنوری ۱۹۹۶ء کو وہ چار بجے تک مسجد کے باہر گھومتے رہے جبکہ جمعہ کی نماز ۲ بجے ختم ہو چکی تھی۔ ان کے وہاں سے جانے کے بعد احمدی اپنے گھروں کو گئے۔

وقار گل جدون نے احمدی گھروں میں جا کر انفرادی طور پر دھمکیاں دیں اور کہا کہ میں نے موضع داتہ میں احمدی قبروں کے کتبے توڑے تھے۔ اب میں مزید کاروائی کرنے والا ہوں آپ کو خبردار کرنے آیا ہوں۔

ان سارے واقعات کی پولیس میں اطلاع کی گئی اور جمعہ ۱۲ جنوری کو پولیس نے صبح سویرے ہی ۷۷ تنولی ہاؤس ایبٹ آباد کو (جہاں احمدی مسلمان نماز جمعہ ادا کرتے ہیں) گھیرے میں لے لیا۔ پولیس کی سرکردگی اے ایس آئی شمروز خان کر رہا تھا۔ جمعہ کی نماز کے اختتام پر دو بجے بعد دوپہر پولیس والوں نے احمدیوں سے کہا کہ سوا دو بجے سے پہلے مسجد خالی کر دو۔ اکثر احمدی پیدل تھے۔ جب وہ قریبی چوک میں پہنچے تو ۴۰، ۵۰ افراد نے جو بندوقوں اور پستولوں سے مسلح ان کی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے ان کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کر دیا۔ مکرم محمد احمد بھٹی صاحب جو صدر جماعت ہیں اور دل کے مریض بھی ہیں ان کو بھی خوب مارا۔ اسی طرح ایک نو مبائع احمدی نوجوان شوکت نامی کو ڈنڈوں سے اتنا مارا کہ اس کے ناک اور منہ سے خون جاری ہو گیا۔ یہ سارے واقعات پولیس کی موجودگی بلکہ نگرانی میں ہو رہے تھے۔ اے ایس آئی شمروز خان وہاں موجود تھا اور لوگوں کو مارنے پر اکسا رہا تھا اور کئی دفعہ کہتا سنا گیا کہ ان کو گولی نہ مارو بلکہ پستول کے بٹ سے مارو۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اگرچہ نبی نور ہے لیکن اپنے نور سے ہدایت نہیں دیتا بلکہ اللہ کے نور کے پیچھے چلاتا ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۶ء)

لندن [۱۲ جنوری] سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورہ المائدہ کی آیات ۱۶ اور ۱۷ اور سورہ الاعراف کی آیت ۱۵۸ کی روشنی میں نور کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید بھی نور ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ کا رسول مختلف سلام کے رستوں کی طرف ہدایت دیتا ہے تاکہ لوگوں کو ان پر چلاتے ہوئے صراط مستقیم تک پہنچائے۔ اور صراط مستقیم تک پہنچنا ہی نور پانا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہر ظلمت سے نکلنے کے لئے ایک الگ راہ سلام ہے اور ہر ظلمت سے نکلنے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک راہ دکھائی ہے۔ اگر تم اس راہ پر نہیں چلو گے تو خطرات کا نشانہ بن جاؤ گے اور یہ سلامتی کی راہیں صرف خطروں سے بچانے کے لئے نہیں بلکہ نور کی طرف جانے اور اسے پانے کے لئے ضروری ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگرچہ نبی نور ہے لیکن وہ اپنے نور سے ہدایت نہیں دیتا بلکہ اللہ کے نور کے پیچھے چلاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ الاعراف کی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ اس میں اہل کتاب کو بتایا گیا ہے کہ ان کی کتاب میں مذکور پیش گوئیوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ظہور ہوا اور جو علامات بتائی گئیں وہ آپ ؐ کی ذات میں پوری ہو چکی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہم کمزوروں کے لئے محنت نہ فرماتے تو ہمارے لئے ممکن نہیں تھا کہ ان سلام کی راہوں کی طرف ہدایت پا سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید ہر چیز کی تفصیل کھول کر بیان کرتا ہے اور وہ راستے کھولتا ہے جن پر چل کر نور تک پہنچا جا سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جتنا آپ اپنی ذات کے اندھیروں سے آگاہ ہوتے چلے جاؤ گے اتنا ہی آپ پر حضرت محمد رسول اللہ ؐ کی ضرورت روشن ہوتی چلی جائے گی کیونکہ آپ ؐ اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر صراط مستقیم تک لے جانے والے ہیں۔

مختصرات

چند دنوں تک رمضان المبارک کا آغاز ہونے والا ہے (برطانیہ میں امسال رمضان ۲۲ جنوری ۱۹۹۶ء سے شروع ہو رہا ہے۔ اس نوٹ کی اشاعت تک یہ بابرکت مہینہ اپنی بے شمار برکات کے ساتھ ہم سب پر سایہ فگن ہو چکا ہو گا)۔ رمضان کا قرآن مجید کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے جیسا کہ "شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے۔ اس بابرکت مہینہ میں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن میں روزانہ (سوائے جمعہ کے) ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے بعد دوپہر تک درس القرآن بیان فرمائیں گے جو اسی وقت ایم ٹی اے کے عالمگیر ناظرین ساری دنیا میں دیکھ اور سن سکیں گے۔ اس روحانی مائدہ کا فیض رمضان المبارک میں جاری و ساری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے اپنی جھولیاں بھرنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

ہفتہ ۶ جنوری ۱۹۹۶ء۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی کلاس لی جس میں متفرق پروگرام ہوئے۔ کچھ تقاریر بچوں نے کیں۔ ایک بچی نے حضرت چوہدری محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (والد بزرگوار ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، نوبل انعام یافتہ) کے بارہ میں تقریر کی، ایک بچے نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں، اور ایک بالکل چھوٹے بچے نے حضرت طلحہ ؓ کے بارہ میں مختصر تقریر کی۔ اس کے علاوہ مختلف بچوں اور بچیوں نے انفرادی طور پر اور گروپ میں نظمیں پڑھیں۔ اس سارے پروگرام کے دوران حضور ایدہ اللہ وقتاً فوقتاً کچھ مزید باتیں بتاتے رہے نیز تقاریر کے بارہ میں نصائح بھی فرماتے رہے۔

اتوار ۷ جنوری ۱۹۹۶ء۔

انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی مجلس سوال و جواب ہوئی۔ سب مہمان غانا سے تعلق رکھتے تھے۔ سوالات یہ تھے۔

☆ قرآن مجید میں یہ مضمون ملتا ہے کہ یہود، عیسائی اور صابی لوگوں میں سے جو بھی اللہ پر ایمان لائے اور عمل صالح کرے ان پر کوئی خوف و حزن نہیں ہو گا۔ جبکہ دوسری جگہ یہ ذکر ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ اس بظاہر تضاد کا کیا حل ہے؟

☆ مسلمان اکثر تبلیغ کے وقت عہد نامہ قدیم سے حوالے دیتے ہیں کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کے طور پر تسلیم نہیں کرتے؟ (عیسائی مہمان دوست کا سوال)۔

☆ عیسائیوں اور یہودیوں سے دوستی کرنے سے عمومی طور پر ممانعت کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے۔ ان لوگوں سے دوستی اور تعلقات کے بغیر ہم ان کو اسلام کی تبلیغ کیسے کر سکتے ہیں؟

☆ کیا جمعہ کے روز نفلی روزہ رکھنا درست ہے؟ اگر ممانعت ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ کیا مسلمانوں کے لئے روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرنا لازمی ہے؟ اگر ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟ (عیسائی مہمان دوست کا سوال)

☆ مسلمان خواتین سب کے سامنے ناچ گانے میں کیوں حصہ نہیں لیتیں۔ (عیسائی مہمان خاتون کا سوال)

سوموار اور منگل۔ ۸ اور ۹ جنوری ۱۹۹۶ء۔

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیوپیتھی کی کلاسز نمبر ۱۳۷ اور ۱۳۸ لیں۔ اور ان کلاسز میں مختلف طبی چٹکلے، نیز حضور کے تجویز کردہ نسخہ جات کے نہایت مفید اور زود اثر پائے جانے کے بارہ میں عملی ثبوت جو حضور کے نام آمدہ خطوط سے معلوم ہوئے، ان کے بارہ میں بتایا۔ تاکہ باقی لوگ بھی ان نسخہ جات سے استفادہ کر سکیں۔

بدھ اور جمعرات، ۱۰ اور ۱۱ جنوری ۱۹۹۶ء۔

جیسا کہ ہر بدھ اور جمعرات کو ترجمۃ القرآن کی کلاسز حضور ایدہ اللہ لیتے ہیں، اس ہفتہ اس سلسلہ کی کلاسز نمبر ۱۱۰ اور ۱۱۱ ہوئیں جن میں حضور انور نے علی الترتیب پہلے روز سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۳ تا آخر، نیز سورہ یونس آیت نمبر ایک تا ۱۰ اور اگلے روز سورہ یونس کی آیت نمبر ۱۲ تا ۲۷ کا ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بیان فرمائی۔

باقی صفحہ نمبر ۳ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ہے یہ دین یا سیرت کفار ہے

"تحفظ ختم نبوت" کے لبادہ میں ملبوس منکرین فیضان ختم نبوت و معاندین احمدیت کی طرف سے آئے دن اس قسم کے مطالبات دہرائے جاتے ہیں کہ احمدی اپنے عقائد سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اول تو تعجب انگیز بات یہ ہے کہ ان کا "دعوت اسلام" کا سارا زور جماعت احمدیہ پر ہی کیوں لگتا ہے جبکہ ہم تو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ پہلے سے ہی مسلمان ہیں، کلمہ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج تمام ارکان اسلام پر کاربند ہیں اور الحمدللہ کہ ان سے اچھے مسلمان ہیں۔ ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ○ دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں ○ خاک راہ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے ○ جان و دل اس راہ پر قربان ہے

پھر ان منکرین فیضان ختم نبوت کا سارا شور و غوغا ہمارے خلاف ہی کیوں بلند ہوتا ہے۔ اگر ان کے دل میں اسلام اور بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سچا جوش ہے تو یہ دہریوں، عیسائیوں، ہنود اور یہود کو تبلیغ کیوں نہیں کرتے اور کیوں انہیں کلمہ توحید نہیں پڑھاتے اور انہیں حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ کی رسالت پر گواہ بنانے کی کوئی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ لوگ خدا کے منکر ہوں اور رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا مانیں، خدا کے ساتھ شریک ٹھہرائیں، بتوں کی پرستش کریں تو ان کے بدن پر جوں تک نہیں رینگتی اور کوئی اضطراب ان میں پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن احمدی کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں، اذان دے دیں، قرآن کی تلاوت کریں یا نماز پڑھیں تو غصے سے ان کی آنکھیں لال پیلی ہو جاتی ہیں۔ آخر وہ کون سا دین ہے جس کی طرف یہ ہمیں دعوت دیتے ہیں؟ وہ دین کا کیسا تصور ہے کہ ان کے ہم نوا مسلمان جتنا چاہیں جھوٹ بولیں، رشوت لیں، چوریاں کریں، ڈاکے ماریں، شرابیں پئیں، قتل کریں، آبروریزی کریں اور عصمت دری کے واقعات میں ملوث ہوں اسلام کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا بلکہ وہ سب مسلمان اور پکے مسلمان رہتے ہیں اور ان کے متعلق کسی کارروائی کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ البتہ اگر کوئی احمدی نماز پڑھے تو اسے سزا دینا ضروری ہو جاتا ہے۔

ان منکرین فیضان ختم نبوت کا تصور دین کیا ہے۔ اس کے نمونے پاکستان میں جگہ جگہ ملتے ہیں۔ صرف دو تازہ مثالیں نمونۃً پیش کی جاتی ہیں۔ کراچی سے حلقہ دستگیر کے ایک احمدی نوجوان لکھتے ہیں کہ گزشتہ قریباً دو ماہ سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ جب میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد جاتا ہوں تو رستے میں ایک چودہ پندرہ سالہ نوجوان مجھے آتے جاتے پتھر مارتا ہے۔ ایک روز اس سے پوچھا کہ آخر میں نے تجھے کیا تکلیف پہنچائی ہے تو اس نے کہا کہ اس کی مسجد کے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ قادیانی کافر ہیں اور ان کو پتھر مارنا جائز ہے اس لئے وہ نیکی کا کام کرتا ہے۔ چنانچہ اب اس نے اس "نیک کام" میں اپنے ساتھ اور بھی چند لوگوں کو شامل کر لیا ہے۔

دوسری مثال ایبٹ آباد کے حالیہ واقعات ہیں جن کی تفصیلی رپورٹ الفضل کے اس شمارہ میں درج ہے کہ ایبٹ آباد کی "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے صدر کو احمدی مسلمان نمازیوں پر اس قدر اشتعال آتا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ان نمازیوں پر حملہ آور ہوتا اور انہیں شدید زخمی کرتا ہے۔ یہ ان لوگوں کا نیکی اور خاتم النبینؐ سے وابستگی کا تصور ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کیا انہیں معلوم نہیں کہ خاتم النبیین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (جن کے مقدس لقب کی طرف نسبت دیتے ہوئے انہوں نے "تحفظ ختم نبوت" بنا رکھی ہے) جب نماز پڑھا کرتے تھے تو مشرکین مکہ ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔ آپؐ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو آپؐ کو گالیاں دیتے اور ساحر و مجنون کہہ کر پکارتے تھے۔

کیا انہیں معلوم نہیں کہ ایک دفعہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں نماز پڑھ رہے تھے تو ابوجہل نے کہا کاش اس وقت کوئی جاتا اور اونٹ کا اوجھ نجاست سمیت اٹھا لاتا اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ میں جاتے تو ان کی گردن پر ڈال دیتا۔ تو عقبہ بن ابی معیط نے کہا کہ یہ خدمت میں انجام دیتا ہوں۔ چنانچہ اس بدبخت نے اونٹ کا اوجھ لا کر آپؐ کی پیٹھ پر ڈال دیا۔

کیا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی میں کوئی ایک بھی ایسی مثال ملتی ہے کہ آپؐ نے یا آپؐ کے اصحابؓ میں سے کسی نے بھی کسی کو کلمہ شہادہ پڑھنے یا نماز پڑھنے کی وجہ سے زدوکوب کیا ہو یا اس پر پتھر پھینکے ہوں اور حملہ آور ہو کر کسی کو زخمی کیا ہو۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر کس منہ سے یہ اپنے آپ کو دین اسلام اور حضرت خاتم الانبیاءؐ کی طرف نسبت دیتے ہیں۔

کیا ظلم و ستم پر مبنی ان ملاؤں کی یہ حرکات شنیعہ اس بات پر کھلی کھلی گواہ نہیں کہ احمدیوں سے آج یہ منکرین فیضان ختم نبوت وہی سلوک کر رہے ہیں جو ابوجہل اور عقبہ بن ابی معیط اور دوسرے کفار مکہ نے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلاموں سے کیا تھا۔

کاش کہ یہ لوگ اسوہ محمدیؐ کے صاف و شفاف اور نورانی آئینہ میں اپنے کردار کا جائزہ لیں اور سوچیں کہ وہ حرکتیں جو یہ ختم نبوت کے نام پر کر رہے ہیں وہ دین ہے یا سیرت کفار ہے۔

انگلستان کے لئے عیدین کی تاریخیں نوٹ فرمالیں

عیدالفطر ۲۱ فروری ۱۹۹۶ء بروز بدھ

عیدالاضحیہ ۲۸ اپریل ۱۹۹۶ء بروز اتوار

احادیث النبی ﷺ

❀ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

❀ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

اس کو غم تو یہ کہ کیوں میں نے
سچ کو سچ جان کر کیا ہے قبول

میں کہ ہوں ایک ذرہ ناچیز
کتنا گمنام ۔ کس قدر مجہول

میری منزل ہے نقش پا تیرا
میرا مقصد تری رضا کا حصول

کاش مجھ کو یہ مرتبہ مل جائے
کاش ہو جاؤں تیرے پاؤں کی دھول

اپنا دیں ہے بس اس قدر پیارو
ایک اللہ اور ایک رسولؐ

اٹھ رہا ہے جو افترا کا دھواں
اڑ رہی ہے جو اختلاف کی دھول

ایک اک کرکے کاٹنے ہوں گے
بو رہے ہیں جو نفرتوں کے ببول

ہم جو خاموش ہیں سر مقتل
بزدلی پہ نہ اس کو کر محمول

کچھ تو واجب ہے پیار پہ بھی زکوٰۃ
کچھ تو لگتا ہے عشق پر محصول

گالیاں سن کے دے رہے ہیں دعا
تم بھی مشغول ہم بھی ہیں مشغول

ہاتھ قاتل کا روک دے یا رب
لفظ گھائل ہے اور صدا مقتول

مانگنے والے مانگ دیر نہ کر
منتظر ہے دعا کا باب قبول

(محمد علی)

(چوتھی قسط)

مسیحیت
ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے ۔ مدیر]

معجزات کیا ہوتے ہیں؟

جب کسی مرد سے ملاپ کے بغیر کسی کنواری ماں کے بطن سے ولادت کا ہو سکنا قوانین قدرت کی رو سے ناممکن نہیں بلکہ ایسا ہونا عین ممکنات میں سے ہے تو یہ سارا معاملہ قوانین قدرت سے ماوراء اور بالکل ناممکن کیسے قرار پا سکتا ہے اور اس امر کی گنجائش ہی کہاں باقی رہتی ہے کہ ولادت مسیح کو ضرور مافوق الفطرت قرار دیا جائے۔ اور پھر اس معاملہ کو اس انتہا تک پہنچایا جائے کہ مسیح کی انسانی ولادت کو خدا کے حقیقی بیٹے کی ولادت یقین کیا جائے اور اس کے حقیقی ابن اللہ ہونے پر باقاعدہ ایمان بھی لایا جائے۔ جب قوانین قدرت کی ایک زندہ حقیقت کے طور پر اس نوع کی ولادت کے بعض شواہد منظر عام پر آچکے ہیں تو پھر اس بات پر یقین کرنے میں قباحت ہی کیا ہے کہ مسیح کی ولادت ایک غیر معمولی واقعہ تو ضرور ہے لیکن یہ رونما ہوا ہے قدرت کے بعض ایسے قوانین کے تحت جن پر سے ابھی پورے طور پر پردہ نہیں اٹھا ہے۔ مریم میں درآنحالیکہ کسی مرد نے اسے چھوا تک نہ تھا خاص خدائی منصوبہ اور تصرف کے تحت اندرونی طور پر کوئی نہ کوئی ایسی قدرتی تبدیلی ضرور واقع ہوئی جو اس کے ہاں ہونے والی ولادت کو ایک معجزانہ ولادت بنانے کا موجب بنی اور یہ تبدیلی قوانین قدرت کے تحت ہی وقوع میں آئی۔ ولادت مسیح کے بارہ میں احمدی مسلمانوں کا بعینہ یہی عقیدہ ہے اور یہ ایک ایسا پختہ عقیدہ ہے جس میں کوئی جھول یا کمزوری نہیں۔ کوئی سائنس دان اسے نامعقول یا معلومہ قوانین قدرت کی خلاف ورزی قرار دے کر اسے مسترد نہیں کر سکتا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اسلام کی رو سے جو واقعات معجزات قرار پاتے ہیں وہ قوانین قدرت سے ماوراء اور مافوق الفطرت نہیں ہوتے۔ وہ قدرت کے ایسے غیر معمولی واقعات ہوتے ہیں کہ اس وقت تک ان کے اسباب و علل تک انسانی علم کی رسائی نہیں ہوئی ہوتی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کی حکمت و دانائی پر کئی طرح کے اعتراضات کا وارد ہونا ناگزیر ٹھہرتا۔ ظاہر ہے کہ اگر قوانین قدرت خود خدا کے وضع کردہ ہیں تو پھر اس نے اس امر کی بھی گنجائش رکھی ہے کہ وہ انہیں توڑے بغیر کسی بھی مسئلہ کا مطلوبہ حل نکال لیتا ہے۔

پھر اس امر کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ انسان کا علم تمام قوانین قدرت پر محیط نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسے قوانین قدرت کا رفتہ رفتہ علم ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قوانین قدرت کئی درجوں میں منقسم ہیں اور بلند ہوتی ہوئی مختلف سطحوں اور درجوں میں ان کی کارفرمائی جاری و ساری ہے۔ بعض اوقات انسان کو صرف ایک سطح پر روبعمل آنے والے قوانین کا علم ہو پاتا ہے۔ اس سے آگے اس کی نگاہ کام نہیں کر رہی ہوتی۔ جوں جوں وقت گزرتا اور آگے بڑھتا ہے انسان کے علم میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور اسی نسبت سے ایسے قوانین قدرت میں جھانکنے اور انہیں دریافت کرنے کی اہلیت اس میں بڑھتی رہتی ہے جو پہلے اس کے لئے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ سائنسی ترقی کے ہر نئے دور میں نئی دریافتوں کی وجہ سے بعض ایسے مزید قوانین قدرت انسان کے علم میں آتے ہیں جو گروپس کی شکل میں جاری و ساری رہ کر اپنی کارفرمائی دکھا رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح انسان نہ صرف ان کے وسیع پیمانے پر متحرک رہنے کو بہتر رنگ میں سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے بلکہ یہ امر بھی اس کے علم میں آ جاتا ہے کہ وہ کس طرح باہم دگر ایک دوسرے پر اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔

انسانی علم میں رفتہ رفتہ اضافے کی وجہ سے جو واقعات ابتدائی ادوار میں معجزے نظر آتے ہیں بعد ازاں وہ انسان کی نظر میں معجزے نہیں رہتے کیونکہ ان کے اسباب کا اسے علم ہو جاتا ہے۔ ایک مخصوص زمانہ میں انسان نے علم میں جس حد تک ترقی کی ہوئی ہوتی ہے اس کی نسبت سے ہی بعض واقعات معجزہ قرار پاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جب اپنی قدرت کاملہ کی کوئی نئی تجلی ظاہر کرتا ہے تو اس وقت انسان کو بظاہر کسی معلومہ قانون قدرت کی خلاف ورزی ہوتی نظر آتی ہے۔ لیکن فی الاصل ایسا نہیں ہو رہا ہوتا۔ وہ نئی تجلی ایک ایسے قانون قدرت کے تحت ظہور میں آتی ہے جو ظہور کے وقت ان معنوں میں انسان کی نظر سے پوشیدہ ہوتا ہے کہ ابھی اسے اس کا علم نہیں ہوا ہوتا۔ خدا تعالیٰ اپنے ارادے، حکم اور تصرف سے اس قانون قدرت کو روبعمل لے آتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگ اسے سمجھ نہیں پاتے کیونکہ وہ اس وقت تک ان کے فکر اور علم کی رسائی سے بالا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر چند ہزار سال پہلے تک انسان کو مقناطیسی قوت کا کوئی علم نہ تھا۔ اگر اس زمانے میں کوئی شخص اسے اتفاقی طور پر دریافت کر لیتا اور کوئی ایسی ترکیب نکال لیتا جس سے وہ بعض چیزوں کو ہوا میں کھینچ کر دکھا سکتا۔ اور دوسرے لوگوں کو بظاہر اس کا کوئی ایسا سبب نظر نہ آتا جسے وہ اپنی ننگی آنکھ سے دیکھ سکتے تو وہ شخص سب لوگوں کو یہ کہہ کر کہ دیکھو! دیکھو! میں تمہیں ایک معجزہ دکھاتا ہوں ورطہ حیرت میں ڈال سکتا تھا۔ آج ایسے کرتب سب کو معمولی نظر آتے ہیں اور وہ انہیں روز مرہ مشاہدے میں آنے والی عام چیزیں محسوس ہوتی ہیں۔ انسان کا علم بظاہر خواہ کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو بہر حال محدود ہوتا ہے۔ جبکہ علم الٰہی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ اس لئے جب کوئی ایسا قانون قدرت روبعمل آ جائے جو انسان کے اپنے محدود دائرہ علم سے باہر ہو تو وہ اسے معجزہ کی طرح ہی نظر آتا ہے۔ لیکن جب بعد ازاں مزید علم حاصل ہونے پر ہم پیچھے مڑ کر انہی چیزوں پر دوبارہ نظر ڈالتے ہیں تو ہم قوانین کی ایسی تمام نام نہاد خلاف ورزیوں کو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ وہ سب تو قدرتی مظاہر تھے جنہیں اس زمانہ کے لوگ اپنی لاعلمی سے سمجھ نہیں سکے تھے۔ اسی لئے میں نے کہا کہ مسیح کی بن باپ ولادت قدرت خداوندی کا ایک مظہر ہی تھی۔ یعنی بعض قوانین قدرت کی کارفرمائی کے نتیجہ میں ہی ایسا ظہور میں آیا تھا جن کا اس زمانہ کے لوگوں کو قطعاً کوئی علم نہ تھا اور آج کے زمانہ کے لوگوں کو بھی جزوی علم کے سوا اس کا پورا علم ابھی حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ البتہ سائنسی بنیادوں پر اس سمت میں مسلسل پیش رفت ہو رہی ہے اور معلومات میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اس لحاظ سے ایک وقت ایسا آ سکتا ہے کہ جب کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ مسیح کی پیدائش قانون قدرت سے ماوراء ایک معجزے کی حیثیت رکھتی تھی۔ جو لوگ آج یہ کہتے ہیں انہیں بالآخر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ شاذ کے طور پر رونما ہونے والا ایک قدرتی واقعہ تھا یعنی تھا تو یہ ایک قدرتی واقعہ ہی لیکن تھا اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایسا کمیاب کہ انسانی تجربہ کی رو سے ایسا بہت کم ہوا کرتا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (منیجر)

بقیہ: مختصرات

جمعۃ المبارک ۱۲ جنوری ۱۹۹۶ء

معمول کے مطابق آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں درج ذیل سوالات کئے گئے۔

☆ فرشتوں کے ناموں کے ساتھ عام طور پر علیہ السلام کے دعائیہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ سوال اس وجہ سے ذہن میں آتا ہے کہ فرشتوں کا مقام تو کامل اطاعت کا ہے اور ان کا کوئی حساب کتاب بھی نہیں ہوگا۔

☆ جینٹک (Genetic) انجینئرنگ کے بارہ میں اسلامی نقطہ نظر کیا ہے؟

☆ آج کل بحث چل رہی ہے کہ ترقی یافتہ قوموں کو غیر مہذب قوموں کے ساتھ کس حد تک تعلق رکھنا چاہئے۔ مثلاً پگ میز اور پاپائے نیوگنی کی قوموں کے ساتھ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہمارا تعلق ان کے ساتھ گہرا ہو جائے تو شاید ان کے کلچر کا کوئی نشان نہیں رہے گا۔ اب جماعت احمدیہ کا بھی ان سے رابطہ ہو جائے گا تو کیا ان کے کلچر کے اچھے پہلو کو نقصان سے بچانے کے لئے کوئی منصوبہ بنانا چاہئے؟

☆ کیا جنگل میں رہنا مذہبی اقدار کے خلاف ہے۔ اور کیا ہمیں ایسی غیر مہذب اقوام کو جنگلوں سے نکالنا چاہئے۔

☆ کہتے ہیں نبی جس جگہ فوت ہو اسے وہیں دفن کرنا چاہئے۔ کیا یہ درست ہے؟

☆ اسلام میں الہامی کتب پر ایمان لانا شامل ہے۔ اس کے بارہ میں ایمان کی کیفیت کیا ہے۔ کتب پر کس نوعیت کا ایمان لانا ضروری ہے۔ کیا لفظی یا معنوی، تفصیلی یا مجمل وغیرہ؟

☆ لامذہب لوگوں کو مذہب کی طرف مائل کرنے کے لئے کون سا طریق زیادہ موزوں ہے؟

☆ مغرب کا سوشل نظام کیا اسلامی اقدار پر ہے یا نہیں؟

☆ ٹی وی پر ایک دستاویزی پروگرام پیش کیا گیا تھا جس میں چین میں پائے جانے والے مختلف مذاہب کا ذکر تھا۔ لیکن اسلام کا ذکر نہیں کیا گیا۔ چین کے مسلمانوں کی خبریں باقی دنیا میں بہت کم پہنچتی ہیں تو اگر حضور پسند فرمائیں تو ہمیں چین کے حالات کے متعلق کچھ بتایا جائے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ "جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" حضور سے اس کی تشریح فرمانے کی درخواست ہے۔

☆ دنیا میں سائنس اور الیکٹرانک (Electronic) سائنس کی بہت ترقی ہوئی ہے جس سے بہت سے ممالک میں بے روزگاری بڑھ گئی ہے اور جرائم کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اس کا سدباب کیسے کیا جائے؟

☆ اعتراض کیا جاتا ہے کہ باغ فدک جو حضرت فاطمہؓ کا موروثی حق تھا، اس سے حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو محروم کر دیا۔ اس کا کیا جواب ہے؟

☆ معجزہ سے متعلق سب سے بڑی معجزانہ بات کیا ہے؟

(ع ۔ م ۔ ر)

دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بلا حقیقی عذر یا معمولی باتوں کو عذر بناکر روزہ ترک کرنے والے

(عبدالماجد طاہر)

رمضان کا روزہ بلا عذر یا معمولی معمولی باتوں کو عذر بناکر ترک کرنا درست نہیں ایسے لوگ جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"من افطر یوما من شہر رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض فلا یقضیہ صیام الدھر کلہ ولو صام الدھر۔"

(مسند داری۔ باب من افطر یوما من رمضان متعمدا)

جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بھی بدلہ نہیں چکا سکے گا اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہوسکے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں۔

"یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے تھے۔

"میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصور کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بناء پر روزہ ترک کردیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے میں بیمار ہو جاؤں گا......... روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جاسکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور وہ بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو..... ..... وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا۔" (الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۲۵ء)

آپؓ مزید فرماتے ہیں۔

"روزہ کے بارہ میں شریعت نے نہایت تاکید کی ہے اور جہاں اس کے متعلق حد سے زیادہ تشدد ناجائز ہے وہاں حد سے زیادہ نرمی بھی ناجائز ہے۔ پس نہ تو اتنی سختی کرنی چاہیے کہ جان تک چلی جائے اور نہ اتنی نرمی کہ شریعت کی ہتک ہو اور ذمہ داری کو بہانوں سے ٹال دیا جائے۔ میں نے دیکھا ہے کہ کئی لوگ محض کمزوری کے بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے اور بعض تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر روزہ رکھا جائے تو پیچش ہو جاتی ہے حالانکہ روزہ چھوڑنے کے لئے یہ کوئی کافی وجہ نہیں کہ پیچش ہوجایا کرتی ہے۔ جب تک پیچش نہ ہو انسان کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جب پیچش ہو جائے تو پھر بیشک چھوڑ دے۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں روزہ رکھنے سے ضعف ہو جاتا ہے۔ مگر یہ بھی کوئی دلیل نہیں صرف اس ضعف کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے جس میں ڈاکٹر روزہ سے منع کرے۔" (تفسیر کبیر سورۃ البقرہ صفحہ ۳۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس بارہ میں اپنا طرز عمل کیا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳ ص ۵ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

وہ امور جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

عمداً یعنی جان بوجھ کر کھانے پینے اور جماع یعنی جنسی تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔

"من ذرعہ القیئ و ھو صائم فلیس علیہ قضاء و من استقاء عمداً فلیقض۔"

(ترمذی۔ ابواب الصوم۔ باب ما جاء من استقاء عمداً)

اگر کسی روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضاء نہیں لیکن جو روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو وہ روزہ قضاء کرے۔

جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا

اللہ تعالیٰ کے محارم اور شعائر اللہ کی تعظیم اور حفاظت ضروری ہے۔ روزہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بیمار۔ معذور اور مسافر کو رخصت دی ہے اس کے بعد بھی وہ شخص جو بغیر کسی ایسے عذر کے جس میں شریعت نے روزہ توڑنے کی اجازت دی ہو جان بوجھ کر روزہ توڑے تو وہ سخت گنہگار ہے اور سزا کا مستحق ہے۔ ایسے شخص پر اس روزہ کی قضاء کے علاوہ بغرض توبہ کفارہ واجب ہوگا۔ یعنی اسے متواتر ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا۔

(ترمذی۔ ابواب الصوم۔ باب ما جاء فی کفارۃ الفطر فی رمضان)

یا کھانے کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ کسی ایک غریب مسکین کو ہی ساٹھ دن کے کھانے کی قیمت ادا کرنا بھی کافی ہے۔

توبہ کے سلسلہ میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے اگر یہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے لیکن اس کو ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اس صورت میں استغفار ہی اس کے لئے کافی ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک ایسا واقعہ ہوا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے خدا کے رسول میں ہلاک ہوگیا، آپؐ نے پوچھا تجھے کیا ہوا اس نے کہا روزہ کی حالت میں میں نے اپنی بیوی سے جماع کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم کو ایک غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر بیٹھے رہو۔ اس دوران ایک شخص گدھے کو ہانکتا ہوا آیا جس کے اوپر کھجوریں لدی ہوئی تھیں۔ وہ کھجوروں کی ٹوکری حضورؐ کے پاس لایا۔ آنحضورؐ نے پوچھا وہ سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کی حضور میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کھجوریں لے جاؤ اور صدقہ کردو اس شخص نے کہا حضور کیا اس پر صدقہ کروں جو مجھ سے زیادہ غریب اور محتاج ہو؟ خدا کی قسم ان دونوں پہاڑوں کے درمیان اس شہر میں ہم سے زیادہ غریب کوئی گھر نہ ہوگا۔ اور ہم سب بھوکے ہیں اور ہمارے گھر کچھ بھی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کھجوریں لے جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلادو۔ (بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شئ فتصدق علیہ فلیکفر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص جان بوجھ کر روزہ توڑ بیٹھے اور وہ کفارہ ادا نہ کرسکے تو وہ معذور سمجھا جائے گا اور دعا، ذکر الٰہی اور توبہ استغفار اس کے لئے کفارہ ہوسکتے ہیں۔

یہ کفارہ صرف فرض روزہ بغیر کسی حقیقی عذر کے جان بوجھ کر توڑنے کا ہے۔ اس کے علاوہ نفلی، قضائی یا نذری روزوں کا یہ کفارہ نہیں۔ ان میں روزہ توڑنے کا کفارہ اس کے بدلہ ایک روزہ رکھنا ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ کی شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہاء نے ایک عمومی اصول لکھا ہے کہ وضو جسم سے کوئی چیز خارج ہونے سے ٹوٹتا ہے اور روزہ جسم میں کوئی چیز داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے یعنی انسان کوئی چیز جان بوجھ کر کھاپی لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

لیکن اگر کوئی شخص بھول کر کچھ کھاپی لے تو اس کا روزہ علی حالہ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزہ میں واقع نہیں ہوگا۔ اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اذا نسی احدکم فاکل او شرب فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللہ و سقاہ۔" (بخاری کتاب الصوم۔ باب الصائم اذا اکل او شرب ناسیاً)

اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھاپی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔

ایک دوسری روایت میں اس حدیث کے ساتھ "ولا قضاء علیہ ولا کفارۃ" (دار قطنی۔ کتاب الصیام) کے الفاظ اضافہ کے ساتھ آئے ہیں۔ یعنی ایسے شخص پر جس نے بھول کر کچھ کھاپی لیا ہو نہ روزہ کی قضاء ہے اور نہ کوئی کفارہ ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا لیکن یہ سمجھ کر روزہ کھول لیا کہ سورج ڈوب گیا ہے یا یہ کہ افطار کا وقت ہوچکا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی تو سورج غروب نہیں ہوا اور نہ ہی افطار کا وقت ہوا ہے تو ایسی صورت میں اس کا روزہ مکمل نہیں ہوگا اور اس کی قضاء ضروری ہوگی لیکن اس غلطی کی وجہ سے نہ وہ گنہگار ہے اور نہ اس پر کوئی کفارہ ہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رمضان میں ایک دن بادل وغیرہ کے باعث ہم نے (افطاری کا وقت سمجھ کر) روزہ افطار کرلیا لیکن اس کے بعد سورج نکل آیا راوی (ہشام تابعی) سے پوچھا گیا کہ کیا پھر ان کو وہ روزہ قضاء کرنے کا حکم دیا گیا تو ہشام نے جواب دیا کہ اس کے سوا کوئی اور چارہ بھی تھا؟

(بخاری۔ کتاب الصوم۔ باب اذا افطر فی رمضان ثم طلعت الشمس)

حضرت ابن عباسؓ روزہ دار کو یہ رعایت بھی دیتے ہیں کہ اگر ہنڈیا کا ذائقہ نمک مرچ چکھ کر تھوک دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اگر کلی کرتے وقت بلا اختیار چند قطرے پانی حلق سے نیچے اتر جائیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں دوا ڈالنے، بلا اختیار قے آنے، آنکھ میں دوا ڈالنے، نکسیر پھوٹنے، دانت سے خون جاری ہونے، مسواک یا برش کرنے، خوشبو لگانے یا خوشبو سونگھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح دن کے وقت سوتے میں احتلام ہوجانے کی وجہ سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا (سنن ابی داؤد۔ کتاب الصوم۔ باب فی الصائم یحتلم نہاراً فی شہر رمضان)

سرمہ لگانے سے متعلق ہدایت یہ ہے کہ دن کے وقت عورت سرمہ لگا سکتی ہے۔ مرد کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"لاتکتحل بالنھار و انت صائم واکتحل لیلاً"

(سنن الدارمی۔ کتاب الصوم۔ باب الکحل للصائم)

کہ بحالت روزہ دن کو سرمہ نہ لگا البتہ رات کو لگا سکتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ رات کو لگائے۔" (البدر۔ ۷ جون ۱۹۰۷ء)

جنابت کی حالت میں اگر نہانا مشکل ہو تو نہائے بغیر کھانا کھاکر روزہ کی نیت کرسکتا ہے اور روزہ رکھا جاسکتا ہے۔

روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال غیرپسندیدہ ہے البتہ سادہ برش کرنا اور کلی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بیرونی اعضاء پر ٹنکچر کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اگر کوئی روزہ دار کسی حادثہ میں مریض کو خون دے تو اس کے خون دینے سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن چونکہ ایسا کرنے سے کمزوری ہو جاتی ہے اس لئے روزہ کھول دینا چاہئے۔ خون دینا چونکہ انسانی جان کی حفاظت کے لئے بعض اوقات ضروری ہے اور روزہ تو بعد میں بھی رکھنے کی اجازت ہے اور خدا تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے اس لئے روزہ ایسی مجبوری کی صورت میں خون دینے کے لئے روک نہیں بننا چاہیے۔

خطبہ جمعہ

جو تعلق بھی نیکی سے باندھا جائے، جو تعلق بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے قائم کیا جائے وہ نور سے تعلق ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۸ دسمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۸ فتح ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

گزشتہ خطبے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس سے استنباط کرتے ہوئے میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور ہونے کے مضمون کو صفات کی صورت میں پیش فرمایا گیا ہے اور ایک ایک کر کے ان تمام صفات کا ذکر فرمایا ہے جو اس مضمون کی مناسبت سے آپ نے پیش فرمائیں اور کہا کہ تمام صفات کا مجموعہ محمدؐ رسول اللہ کا وہ نور ہے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ میں نے یہ اشارہ کیا تھا کہ باقی انشاء اللہ آئندہ خطبات کے سلسلے میں ان تمام صفات کا ذکر کر کے ان کی وضاحت کروں گا لیکن جب میں نے دوبارہ غور کیا تو مجھے خیال آیا کہ دراصل یہ تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کا مکمل بیان بن جائے گا اور ایک لمبا سلسلہ خطبات کا سیرت کے بیان پر وقف ہو تب جا کر یہ بات ختم ہو سکتی ہے۔ کیونکہ "کان خلقہ القرآن" جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ کا خلق تو قرآن تھا اور قرآن کو بھی اللہ نے اپنا نور قرار دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی نور قرار دیا ہے۔ پس تمام قرآن کے حوالے سے سیرت طیبہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ جو جس شان سے جلوہ گری کرتی ہے وہ مضمون تو عام حالات میں انسان کے احاطہ تصور میں بھی نہیں آ سکتا مگر جب غور کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ ملتا ہے اور غور کرو اور محنت کرو تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ کچھ نہ کچھ عطا فرما دیتا ہے۔ پس اس پہلو سے اس وقت اس مضمون کا میں صرف اشارۃً ہی ذکر کر سکتا ہوں۔ آئندہ کبھی توفیق ملی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سیرت کے مضمون کو بطور سیرت کے الگ خطبات میں بیان کرنے کا موقع ملا تو پھر انشاء اللہ اس مضمون کو وہاں اٹھاؤں گا۔ سیرت کے بغیر تو کوئی بات ہوتی ہی نہیں اس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ میں سیرت کا بیان اب نہیں کر رہا آئندہ کروں گا۔ میری مراد صرف اتنی ہے کہ سیرت کے عنوان کے تابع آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر بات کرنا ایک بہت ہی لمبی محنت کا تقاضا کرتا ہے اور بہت ہی لمبے سلسلہ خطبات کا تقاضا کرتا ہے۔ مگر ویسے جو بات بھی کی جائے اس میں سیرت طیبہ کا حوالہ تو لازم ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفات حسنہ کے بغیر تو کوئی بھی انسانی زندگی کا مضمون مکمل ہو ہی نہیں سکتا خواہ زندگی کا کوئی بھی پہلو ہو۔

پس اس وضاحت کے بعد اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی حوالے سے اس مضمون کا خلاصہ پیش کر دیتا ہوں جو پچھلے خطبہ میں بیان کیا۔ یعنی اگر نور کا لفظ سمجھنا ہے تو سیرت طیبہ کے ہر پہلو کو دیکھو۔ اس سیرت طیبہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہر پہلو اپنا ایک نور کا رنگ رکھتا ہے مگر دوسرے پہلو کے مقابل پر جدا بھی دکھائی دیتا ہے اور ایک تیسرے پہلو کے مقابل پر پھر اور اس سے الگ دکھائی دیتا ہے لیکن اپنی ذات میں ہر ایک نور ہے اور جب ان سب کا اجتماع ہوتا ہے یہ نور ایک مشعل میں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو پھر جو روشنی پیدا ہوتی ہے وہ ان نوروں کے اجتماعات سے پیدا ہوتی ہے اور آخری صورت میں اس کو نور کہا جاتا ہے۔ پس کسی کا وجود اگر روشن ہونا ہو تو صفات اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنی ذات میں جاری کرنے اور اسے اپنانے سے، ان سے محبت کرنے اور انہیں گلے اور سینے سے لگانے ہی سے پیدا ہو سکتا ہے مگر یہ باتیں انشاء اللہ اس خطبے کے دوران یا بعد میں اور بھی مواقع پر انشاء اللہ کچھ نہ کچھ پیش کرتا رہوں گا۔ خلاصہ یہ ہے ۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ○ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اسلام ہی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تم نور خدا پاؤ گے اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عشق میں لکھی ہوئی یہ نظم دو الگ الگ چیزوں کے طور پر پیش نہیں کرتی۔ آنحضورؐ اور اسلام کے حوالے آپس میں اس طرح مل گئے ہیں کہ ایک ہی وجود کے گویا دو نام رکھ کر بات کی جا رہی ہو۔ فرماتے ہیں ۔

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں ○ دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

پس وہ روشنی جس کی میں بات کر رہا تھا اب پھر کر رہا ہوں وہ تمام صفات حسنہ سے محبت اور تمام صفات حسنہ کو اپنانا ہے۔ یہ نہیں آپ کہہ سکتے کہ کچھ صفات ہم چھوڑ دیں گے تو ہم وہ مثال بن جائیں گے جس کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس مثال میں تمام صفات میں سے کچھ نہ کچھ حصہ پانا لازم ہے اور اس کے بغیر "معہ" کا مقام عطا نہیں ہو سکتا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نور پائے، جو فرماتے ہیں کہ اسلام سے پائے اور محمد رسول اللہ سے پائے، آپ فرماتے ہیں "دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے۔ جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں" یہاں جا کے بات کھول دی کہ یہ محمدؐ مصطفیٰ ہی کے نور سے نور ملا ہے۔ "ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صلہ ہونے کو اس سے بہتر الفاظ میں بیان نہیں فرمایا جا سکتا۔ آپ وسیلہ کیسے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور بندے کے درمیان وہ کیسا جوڑ ہے جو محمدؐ رسول اللہ قائم فرماتے ہیں۔ اس جوڑ کی تشریح ہے کہ ۔

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں ○ ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت ○ اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

بے اختیار درود اٹھتا ہے پھر، بے اختیار دل سے سلام اٹھتا ہے اور اس وجود سے جس نے کچھ پایا ہو۔ فقیر کے دل سے بھی دعائیں نکلتی ہیں مگر جب خیرات ملتی ہے تو دعائیں نکلتی ہیں۔ بے اختیار، بے ساختہ پھوٹنے والا درود ایک ایسے دل سے نکلا ہے جس نے فیض پایا اور یہ کہتا ہے کہ "دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے"۔

> **کسی کا وجود اگر روشن ہونا ہو تو صفات اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنی ذات میں جاری کرنے اور اسے اپنانے سے، ان سے محبت کرنے اور انہیں گلے اور سینے سے لگانے ہی سے پیدا ہو سکتا ہے**

تو درود سے پہلے کچھ تیاری بھی تو ہونی چاہئے اور درود کی حکمت یہ ہے کہ انسان اپنی ذات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا احسان ایک تجربے کے طور پر محسوس کرے ورنہ کروڑ بار بھی ایک شخص دن رات درود پڑھتا رہے اس کے کچھ بھی معنے نہیں۔ درود کا تعلق احسانات سے ہے اگر احسانات سے تعلق نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سب نبیوں سے زیادہ درود بھیجنے کا حکم نہ ملتا۔ براہ راست احسانات سے درود کا تعلق اس طرح ثابت ہے کہ انبیاء کی مجلس میں سب سے بڑے محسن انبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پھر آپ کے بعد اور آپ سے افضل حضرت محمد رسول اللہ تھے، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، اور درود نے دونوں کا رشتہ باندھ دیا۔ پس وہ جو محسن ہو اس پر درود پڑھا جاتا ہے مگر احسان ہو تو پھر درود دل سے نکلتا ہے ورنہ خیالی باتیں ہیں۔ ایک آدمی کسی امیر کو دیکھ کر یا کسی دنیا کی بڑی شخصیت کو دیکھ کر ویسے بھی دعائیں کر دیا کرتا ہے کہ اللہ بڑے کرم کرے بہت بڑا آدمی ہے۔ بہت لجاجت کی باتیں کر کے اس کا دل خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر کہاں وہ آواز، کہاں وہ آواز جو ایک بھوکے کو کھانا کھلانے کے نتیجے میں اس کے پیٹ سے نہیں اس کے دل سے اٹھتی ہے اور بے ساختہ اٹھتی ہے۔ وہ دعائیں رنگ ہی اور رکھتی ہیں۔ وہ دعائیں اشک بار ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ آہوں

کی ہوائیں چلتی ہیں اور یہ ہے درود کا انداز جس کو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نوروں کے حوالے سے ہمیں سمجھا دیا۔ لازماً آپ نے بہت کچھ پایا ورنہ بے اختیار یہ بات نہ نکلتی ۔

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت ○ اس نے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام ○ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

فرمایا جس نے خدا سے ملا دیا، جس سے ملنا خدا سے ملنا ہے اس سے ایک لحہ بھی تعلق توڑو گے تو خدا سے تعلق ٹوٹے گا۔ پس بیک وقت محمدؐ رسول اللہ سے تعلق رکھنا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنا یہ شرک نہیں ہے بلکہ توحید کامل کا درس ہے۔ اس میں چند شعروں میں سب مضامین اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ فرمایا اس لئے میرے دل سے دعا نکلی ہے کہ اس وجود نے مجھے خدا سے ملا دیا اور جس وجود سے ملنا خدا سے ملنا ہو اس وجود سے ایک لحہ کی جدائی بھی برداشت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جہاں جس پہلو سے آپ نے محمدؐ رسول اللہ سے تعلق کاٹا اسی پہلو سے خدا سے تعلق کٹ جائے گا۔ اور یہ کوئی فلسفیانہ بات نہیں۔ ایک اتنی گہری حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی کہ ماں سے بھی جو تعلق کاٹتا ہے اس سے خدا تعلق کاٹ لے گا کیونکہ رحمی رشتے کے ذریعے ماں سے تعلق قائم ہوتا ہے اور رحم کا تعلق اللہ کی ذات کی صفت رحمانیت سے بھی ہے۔ پس اگر عام ماؤں سے تعلق کاٹنے سے یا ماؤں سے پیدا شدہ رشتوں سے تعلق کاٹنے سے اللہ سے تعلق کٹ جاتا ہے تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ادنیٰ سا تعلق کاٹنے سے بھی کیا کچھ نہ ہو گا۔ لازم وہیں سے علیحدگی کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ اور علیحدگی میں یاد رکھیں کہ علیحدگی اس مقام تک محدود نہیں رہا کرتی جہاں سے علیحدگی شروع ہو۔ ایک دفعہ جب تعلق کے بعد بے تعلقی ہو جائے تو پھر انسان اکھڑنے لگتا ہے اور ہر چیز اکھڑنے لگتی ہے۔ پس جان محمدؐ سے ایک دفعہ ربط ہو چکا ہو تو اس سے علیحدگی کا تصور بھی انسان کے دل میں نہیں آ سکتا۔ ورنہ جس طرح جلد کو مائع کھدی ہو جانے کے نتیجے میں کاغذ چھوڑتا ہے جب ایک دفعہ چھوڑنا شروع کرے تو پھر چھوڑتا چلا جاتا ہے۔ جہاں سر میں گنج شروع ہو جائے پھر وہ باقی بال بھی گرنے لگ جاتے ہیں۔ جہاں دیواریں اکھڑنے لگیں تو پھر عمارت ہی اکھڑ جایا کرتی ہے تو ربط کے بعد بے ربطی بہت ہی بڑا ظلم ہے اور اس کے بعد پھر خطرہ ہے کہ انسان اپنی ہلاکت کی آخری منزل تک پہنچ جائے۔ پس جو تعلق بھی نیکی سے باندھا جائے، جو تعلق بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے قائم کیا جائے وہ نور سے تعلق ہے جیسا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمایا ہے اور نور سے ایسا تعلق ہے جس کے چھٹنے اور اس سے الگ ہونے کا پھر کوئی تصور نہیں پیدا ہو سکتا۔ ہول اٹھنے چاہئیں دل میں کہ ایک تعلق قائم ہوا اور پھر وہ علیحدہ ہو جائے کیونکہ پھر آگے تنزل کی بہت راہیں ہیں جو اسفل السافلین تک بھی انسان کو پہنچا دیتی ہیں۔

> درود کی حکمت یہ ہے کہ انسان اپنی ذات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا احسان ایک تجربے کے طور پر محسوس کرے ورنہ کروڑ بار بھی ایک شخص دن رات درود پڑھتا رہے اس کے کچھ بھی معنی نہیں

بہت سے حوالے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کرنے ہیں اور اس حوالے سے بات کو اور زیادہ سمجھانا ہے مگر اب میں پہلے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث آپ کو سناتا ہوں جو صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ باللیل۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ سب تعریفیں تیرے لئے ہیں تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اس کا نور ہے اور اسے قائم رکھنے والا ہے۔ پس جہاں جس حد تک نور سے تعلق ٹوٹا وہاں انسان ڈھے گیا، وہاں مسمار ہو گیا کیونکہ قیام کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نور سے باندھا ہے۔ تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اس کا نور ہے اور اسے قائم رکھنے والا ہے۔ یعنی صرف پیدا کرتے وقت تخلیق کے وقت ہی نور نے کارفرمائی نہیں کی بلکہ اس کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے نور کے ساتھ اس کا ایک تعلق، رابطہ ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے۔

پھر فرمایا، اے اللہ تجھے ہی سب حمد زیبا ہے۔ سب تعریف اگر بجتی ہے تو تجھے بجتی ہے۔ تو حق ہے۔ تیرا وعدہ سچا ہے۔ تیری بات سچی ہے۔ اور تجھ سے ملاقات برحق ہے اور جنت حق ہے اور آگ حق ہے اور قیامت حق اور سب نبی حق اور محمدؐ حق ہے۔ اے اللہ میں تیرے لئے فرمانبردار ہوا اور تجھ پر توکل کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیری ہی تائید سے مدمقابل کا سامنا کیا اور اپنے معاملے کا فیصلہ تیرے سپرد کیا۔ پس مجھے بخش دے جو میں پہلے کر چکا ہوں اور جو بعد میں سرزد ہوا اور جو میں نے چھپایا اور جو میں نے ظاہر کیا اسے بھی بخش دے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ دعا دراصل نور ہی کے حوالے سے کی جا رہی ہے اور اس میں جگہ جگہ کھلے لفظوں میں کہے بغیر وہ حوالے دکھائی دیتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عرض کرتے ہیں مجھے بخش دے جو میں پہلے کر چکا ہوں اور جو بعد میں سرزد ہو۔ نور کا علم سے ایک تعلق ہے اور علم اور نور بعض پہلوؤں سے ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس آپ فرماتے ہیں کہ جو میں پہلے کر چکا ہوں مجھے تو اس کے متعلق بھی پورا علم نہیں کہ کوئی ایسی بات نہ ہو گئی ہو جو تیرے لئے ناپسندیدگی کا موجب ہو۔ مگر جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے وہ جواب آ چکا ہے کہ جو کچھ تو نے کیا، جو کچھ آئندہ کرے گا سب خدا کے نزدیک قبولیت کی جگہ پا چکا ہے اور مغفرت کی چادر نے ہر چیز کو ڈھانپ رکھا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نور پانے کے لئے سب سے بڑا مقام عبودیت قرار دیا ہے۔ یہ حوالہ میں بعد میں آپ کے سامنے پیش کروں گا کیونکہ جب کہا جاتا ہے کہ نور کو پاؤ تو اس کے ذریعے بھی تو سمجھانے چاہئیں کہ کیسے اللہ کا نور حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہے سب ذرائع سے بڑھ کر سب سے اعلیٰ درجہ کا نور حاصل کرنے کے لئے عبودیت کا مقام ضروری ہے اور عبد ہونا سب سے بڑا کام ہے۔

> درود کا تعلق احسانات سے ہے۔ اگر احسانات سے تعلق نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سب نبیوں سے زیادہ درود بھیجنے کا حکم نہ ملتا

اس پہلو سے یہ نمونے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عبودیت کے اور عبدیت کے کہ اپنے آپ کو مٹاتے چلے جاتے ہیں، کچھ بھی نہیں چھوڑتے۔ فرماتے ہیں جو کچھ میں نے کیا تو جانتا ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں میں سمجھتا ہوں مجھے اس کی بخشش طلب کرنی چاہئے۔ لیعنی یہ نہیں فرماتے کہ جو کچھ میں نے کیا اچھی باتیں کی ہیں ان کی بھی جزاء دے، جو کمزوریاں کہیں رہ گئی ہیں ان کو بخش دے بلکہ ساری زندگی کا ہر لحہ بخشش کی چادر کے نیچے لانا چاہتے ہیں اور کسی ایک لمحے پر بھی خود سری نہیں، خود اعتمادی اس رنگ کی نہیں کہ گویا اس پر آدمی تکبر سے نظر ڈال سکے کہ وہ ٹھیک تھا۔ اب دیکھیں مقام نبوت اور دیگر مقامات کے فرق کیسے ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری لمحات میں یہ عرض کی تھی "لالی ولا علی" اور مفسرین یہ لکھتے ہیں کہ مراد یہ تھی کہ میں نے بہت سے نیک اعمال بھی کئے ہیں اور میں یہ نہیں کہتا کہ ان نیک اعمال کے بدلے مجھے بخش دے کیونکہ جو مجھ سے کمزوریاں سرزد ہو گئی ہیں ان کے مقابل پر ان کو لکھ کے برابر کر دے۔ یہ بہت ہی ایک عارفانہ دعا تھی۔ مگر اب دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی التجا جو ہر رات کو اٹھ کر خدا کے حضور کیا کرتے تھے، اپنی ساری زندگی کی نیکیوں کو کلیۃً مٹا ہوا دیکھ رہے ہیں اور یہ عرض کر رہے ہیں کہ ان پر اپنی بخشش کی چادر ڈال دے۔ میں نہیں جانتا میں نے کیا کیا ہے اور جس نے دیکھا ہو کہ ساری زندگی نیکی میں گزری ہے اور غلامی کی یہ شان ہے کہ اسے دیکھتے ہوئے یہ بھی جانتا ہے کہ محض اللہ کے فضل سے یہ سب توفیق ملی تھی اس لئے جو لغزش ہوئی ہے وہ میری کمزوری سے ہوئی ہے۔ یہ نکتہ ہے جو عارفانہ نکتہ ہے محض ایک فلسفیانہ عجز نہیں ہے بلکہ عارفانہ عجز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے بڑھ کر یہ جانتے تھے کہ جو کچھ عطا ہوا ہے اللہ کے فضل سے عطا ہوا ہے پھر اسے اپنے کھاتے میں اپنی طرف کیسے منسوب کر دیں۔ مگر اس فضل کے مقابل پر شکر میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہو، اس فضل کے بہترین اور سب سے اعلیٰ درجے کے استعمال میں کمزوری ہو گئی ہو تو وہ اپنی طرف منسوب فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں اس پر بخشش کی چادر ڈال دے۔ اور جو آئندہ آنے والا ہے اس کا کوئی حال معلوم نہیں۔ پس اللہ کے علم میں اللہ کے نور میں یہ ساری باتیں موجود ہیں۔ جو پہلی تھیں وہ بھی اور جو آئندہ آنے والی تھیں۔ وہ بھی۔

فرماتے ہیں اور جو میں نے چھپایا اور جو میں نے ظاہر کیا اس کے متعلق بھی میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ فرمایا اسے بھی بخش دے۔ اب یہ بھی بہت عجیب مضمون ہے، چھپایا اور ظاہر کیا۔ حقیقت میں اللہ کے سامنے جو نور السماوات والارض ہے کوئی چیز چھپ سکتی ہی نہیں۔ ناممکن ہے کہ اس نور سے کوئی چیز چھپ جائے جس کا پردہ نور ہے جو اس پردہ نور کے پیچھے ایک مخفی نور ہے جس تک انسان کے یا کسی مخلوق کے تصور کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپ ہی نہیں سکتی اور وہ ہر چیز سے چھپا ہوا ہے یعنی

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات،

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

اپنی نور کی انتہائی صورت میں مقام تنزہ پر واقع ہے۔ اس عرش پر واقع ہے جو مخلوق سے پرلی طرف ایسے مقام پر ہے یعنی اپنے مرتبے کے لحاظ سے اور اپنی لطافت کے لحاظ سے کہ وہاں رسائی ممکن نہیں ہے۔ سب سے بڑی رسائی، سب سے اونچی رسائی، سب سے اعلیٰ اور ارفع رسائی معراج کے وقت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نصیب ہوئی مگر ایک مقام پر جا کر وہاں ٹھہر گئے۔ اس سے آگے توحید کامل کا وہ مقام ہے جس میں مخلوق کو خواہ وہ کیسی ہی اعلیٰ درجے کی ہو دخل نہیں ہے۔ اور اسی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام تنزہ کا عرش فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں عرش کی تو بہت سی قسمیں ہیں۔ آپ بیان بھی فرماتے ہیں لیکن ایک ہے مقام تنزہ کا عرش اس میں صرف خدا اور خدا کی ذات رہ جاتی ہے اور کچھ نہیں پہنچتا۔ تو خدا تعالیٰ کی ذات سے وہ چونکہ ہر جگہ ہے کوئی چیز مخفی نہیں اور بہت سے اس کے ایسے مراتب اور مقامات ہیں جو حقیقت میں ان گنت ہیں اور ان کا کوئی کنارہ نہیں ہے جن تک مخلوق کی پہنچ نہیں ہو سکتی خواہ وہ کیسا ہی ترقی کر لے تو اس لئے اس سے تو کچھ چھپ نہیں سکتا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں جو میں نے چھپایا اور جو میں نے ظاہر کیا اسے بھی بخش دے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے۔ پس قیام کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی چیز کو ایک ہی جگہ ٹھہرائے رکھا جائے۔ قیام کا یہ اگر مطلب ہے تو وہ غلط سمجھتے ہیں کیونکہ قیام سے مراد جمود نہیں ہے۔ قیام سے مراد اپنی طاقتوں میں قائم رہنے والا جس سے کسی وجود کی طاقتوں میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ آئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کائنات کا جو نقشہ کھینچ رہے ہیں اس میں دو ہی باتیں بیان فرماتے ہیں، آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹانے والا اور یہی ہر چیز کی حقیقت ہے۔ کوئی چیز کسی مقام پر جامد نہیں ہے۔ یا آگے بڑھ رہی ہے یا پیچھے ہٹ رہی ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں یہ عرض کیا تھا اپنے رب سے کہ اس نور سے میرا تعلق کبھی نہ ٹوٹے کیونکہ ٹوٹا تو پھر وہ سلسلہ ٹوٹتا چلا جائے گا۔ یا انسان آگے بڑھ سکتا ہے یا پیچھے ہٹ سکتا ہے۔

> **جو تعلق بھی نیکی سے باندھا جائے، جو تعلق بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے قائم کیا جائے وہ نور سے تعلق ہے۔**

یہ سب کچھ کہنے کے بعد، یہ سب مناجات کرنے کے بعد آپؑ عرض کرتے ہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں، "لاالٰہ الا انت" اور توحید کی یہ ساری تصویر ہے جو کھینچی جا رہی ہے۔ پس اپنی دعاؤں میں اس مضمون کو یاد رکھیں جو نور سے شروع ہوا ہے اور سارا سفر نور کا سفر ہے۔ اگرچہ بار بار لفظ نور استعمال نہیں ہوا مگر حقیقت میں توحید اور نور ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اور اس پہلو سے اس توحید کی مثال تو دی جا سکتی ہے۔ یعنی تمثیل تو بیان کی جا سکتی ہے۔ وہ اپنی ذات میں کسی اور کو مکمل طور پر نصیب ہو ہی نہیں سکتی، اگر ہو گی تو پھر شرک شروع ہو جائے گا۔ پس اسی لئے "مثل نورہ" فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمام صفات میں اس حد تک آگے بڑھے کہ ہر اس صفت کو جو انسان کی تشکیل میں خدا تعالیٰ نے ازل سے رکھی ہوئی تھی مگر جس کی طرف باشعور بڑھنا مقدر فرما دیا تھا۔ ہر ایسی صفت کو باشعور طور پر آگے بڑھ کے اپنا لیا اور ہمیشہ کے لئے اس میں اپنے وجود کو ضم کر دیا اور اس کے باوجود وہ نور، اللہ نہیں ہے بلکہ مخلوق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے نور کو مخلوق ہی قرار دیا ہے۔ فرمایا ہے جو وجود سب سے پہلے مخلوق کیا گیا وہ میرا نور تھا۔ اب اس ضمن میں تخلیق نور میں سب سے پہلے ہونے سے کیا مراد ہے۔ یہ وضاحت کروں تو پھر اس کے بعد میں اگلے اقتباسات کی طرف متوجہ ہونگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق لکھی ہے اور انہی احادیث پر وہ مبنی ہے جن میں آنحضورؐ کا سب سے پہلے وجود پذیر ہونا بتایا گیا ہے۔ اس سے عام طور پر جو صوفی مزاج لوگ لکھتے ہیں وہ تو یہی تصور پیش کرتے ہیں کہ جب کچھ بھی نہیں تھا تو گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بنا دیا گیا تھا۔ یہ درست نہیں ہے یہ غلط بات ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب انسان کے روپ میں پیدا ہوئے ہیں تو اس وقت آپ معرض وجود میں آئے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ سب سے پہلے بنائے گئے اس کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ ہر چیز جو انسان بنانا چاہتا ہے یا کوئی بھی خالق بنانا چاہتا ہے جب تک اس کا منتہیٰ ذہن میں نہ ہو اس کا آغاز بھی ہو نہیں سکتا۔ کوئی بھی انجینئر خواہ وہ عمارت کا نقشہ ہی تجویز کرے یا مثلاً انجینئر میں نے کہہ دیا ہے مگر اس کو آرکیٹیکٹ کہا جاتا ہے انگریزی میں جو نقشہ بناتا ہے مگر آرکیٹیکٹ کے علاوہ انجینئرز بھی ہیں جو ڈیزائن کرتے ہیں ان سب چیزوں کو جو انہوں نے بنانی ہوں۔ جب تک آخری مقصد ذہن میں پوری طرح تشکیل نہ پا جائے وہ ڈیزائن شروع ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر آخری مقصد کی واضح موجودگی کے بغیر، واضح طور پر ذہن کے سامنے دکھائی دینے کے بغیر کوئی ڈیزائن کرنے والا ڈیزائن شروع کرے گا وہ ہر قدم پر غلطی کرے گا۔ کیونکہ دو ہی طریق ہیں ایک انجام تک پہنچنے کے۔ ایک ہے آغاز سفر سے پہلے آخری منزل کا پتہ ہو اور یہ وہ طریق ہے جس کے نتیجے میں ہر حکیم، ہر صاحب فہم پہلے منزل کا تعین کرتا ہے پھر راستے ڈھونڈتا ہے اور پھر اگر اسے جغرافیہ پر عبور ہو اور دیگر صلاحیتیں موجود ہوں تو پھر اچھے راستے تراشتا ہے اور وہ بہترین رنگ میں سفر کرتے ہوئے اس منزل کو پہنچ جاتا ہے۔ ایک وہ دیوانہ ہے یا اندھا ہے جو بغیر نور کے سفر شروع کرتا ہے اسے آخری منزل کا پتہ نہیں ہوتا۔ وہ چلتا ہے کہ کہیں تو پہنچ جائیں گے۔ اور اگر سفر پہلے شروع ہو جائے اور بیچ میں خیال آئے کہ میں نے تو اس طرف جانا تھا تو پہلے سارے قدم غلط ہو گئے۔ اس لئے اللہ کی طرف یہ بات منسوب ہو ہی نہیں سکتی۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک خیالی، ایک فرضی تعریف ہے نعوذ باللہ من ذالک اور جو ماننے والے ہیں صرف انہی کا کام ہے کہ اس کو مانتے چلے جائیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تمام تعریفیں حق ہیں۔ جیسا کہ اسی عبارت میں جو آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی گئی ہے تمام باتوں کو حق کہہ کر، تمام انبیاء کو حق کہہ کر سب سے آخر پر اپنے آپ کو حق فرمایا۔ پس جو حق آخر پر تھا اس کا یہ مطلب نہ سمجھیں کہ اس سے آپ کا مقام مراد ہے سب نبیوں کے بعد مقام ہے۔ بلکہ آخر اور اول بعض صورتوں میں ایک ہی چیز کے دو نام ہوا کرتے ہیں۔ اگر آخری منزل ہو تو پھر اس کا پہلا قدم بھی اس آخری منزل کی تصویر بننے کے بعد اٹھتا ہے اس سے پہلے نہیں اٹھ سکتا۔ پس وہ تمام زندگی کا سفر یا کائنات کی تخلیق کا سفر جب کہ ابھی زندگی بھی وجود میں نہیں آئی تھی، وہ سفر اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تصور کے بغیر شروع ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر حرف تھا، اللہ تعالیٰ کی تخلیقی طاقتوں پر حرف تھا کسی اور سمت میں جانے کے بعد پھر اس سمت میں لوٹنا پڑتا۔

> **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نور پانے کے لئے سب سے بڑا مقام عبودیت قرار دیا ہے**

پس اول سے لے کر آخر تک تمام صفات جو کائنات کو عطا کی گئی ہیں ان کا ذرہ ذرہ اس بات کے پیش نظر تھا کہ وہ وجود پیدا ہو گا جس نے بالآخر مجھ سے ملنا ہے اور میرا کامل عبد ہو گا اور وہ وجود پیدا ہو گا جس کے لوٹنے سے گویا ساری کائنات خدا کی طرف لوٹ گئی ہے۔ یہ معنی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون کا۔ کہ ہم نے اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔ ہم سب تو نہیں جاتے، مر کر جانا اور معنے رکھتا ہے۔ مگر اس کا اعلیٰ مفہوم یہ ہے کہ خدا نے ہر چیز کو اپنی ذات سے، اپنے نور سے پیدا کیا ہمیشہ کے لئے دور تر ہونے کے لئے نہیں، ہمیشہ کے لئے اندھیروں میں بھٹکنے کے لئے نہیں بلکہ واپس اپنی طرف لے جانے کے لئے۔ اور یہ واپسی کا سفر شعور کے بغیر ممکن نہیں تھا اور یہ شعور کا سفر ہر حالت میں ناقص تھا جب تک اپنے درجہ کمال کو نہ پہنچے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا شعور کامل پیدا نہ ہو۔

پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اگرچہ اپنے آپ کو حق کہنے میں آخر پر رکھتے ہیں مگر وہاں اصل مراد وہی ہے جو دوسری احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ کہ آخر ان معنوں میں ہوں جن معنوں میں اس آخر کا اول ہونا ضروری ہے۔ بیچ کی منازل کا اول ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ بیچ کی منازل کو سامنے رکھ کر سفر کے رستے طے نہیں کئے جاتے یا کسی چیز کو ڈھالا نہیں جاتا۔ اگر ایک جمبو جیٹ بنانا مقصود ہو تو سب سے پہلے یہ طے کیا جاتا ہے کہ بنانا کیسے ہے، کتنا لوڈ اٹھانے والا ہو، کس رفتار کی چیز چاہئے، کیا کیا اس میں حفاظتی اقدام ہونے ہیں۔ یہ جب تک نقشہ پہلے پیدا نہ ہو جمبو جیٹ بھی نہیں بن سکتا۔ اور ہر دوسرا جہاز جو آپ کو دکھائی دیتا ہے خواہ وہ کسی نوعیت کا بھی ہو اس کا سفر شروع ہونے سے پہلے اس کی آخری تصویر لازماً واضح طور پر ایک بنانے والے کے ذہن میں ابھر آتی ہے۔ پھر وہ اس سے روشنی لیتا ہے۔ ہر قدم اٹھاتے وقت وہ تصویر سامنے رکھتا ہے۔ جب نٹ (Nut) بناتا ہے، جب بولٹس (Bolts) بناتا ہے، جب پر اور اس کے بعض حصے بناتا ہے، جب انجن کی تشکیل کرتا ہے، جب طاقت کے فیصلے کرتا ہے کتنی طاقت دینی چاہئے، تو شعوری طور پر یا لاشعوری طور پر اور بسا اوقات شعوری طور پر اس جیٹ کا آخری بوجھ جو اس نے اٹھانا ہے وہ ہمیشہ اس کے پیش نظر ہوتا ہے۔ وہ باقاعدہ پھر بوجھ تقسیم کرتا ہے۔ جب کہتا ہے کہ اتنے مسافر لے کر اٹھے گا، اتنا بوجھ لے کر اٹھے گا، اتنا انجن کا پٹرول اس کے لئے ضروری ہو گا اور آخری وزن اس کا یہ بنتا ہے تو ہر Nut جو وہ لگاتا ہے اس کی ضربیں اور تقسیمیں کر کے اس کے اوپر تقسیم کر کے بتاتا ہے کہ اس Nut کے اوپر کتنا بوجھ پڑے گا اور کتنے سال تک اڑے گا اس کی عمر بھی طے کرتا ہے۔ اور پھر سارے اربعے لگا کر اگر وہ Nut کو اس کی طاقت کے مطابق بنائے جو حصہ رسدی اس پر پڑنے والی ہے تو وہ جہاز ٹھیک رہتا ہے اور اگر معمولی سا بھی حساب میں فرق پڑ جائے تو بالآخر اپنی مدت عمر سے پہلے وہ حادثے کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ سب جہاز جو حادثات کا شکار ہوئے ان کے اوپر سائنس دانوں نے مکمل تحقیق کی تو آخر یہ پتہ چلا کہ آخری بوجھ جو اس پر پڑنا چاہئے تھا اور پڑتا رہا اس میں فلاں پرزہ پورا کام نہ کر سکا کیونکہ اس میں اپنا حصہ رسدی بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں تھی۔

پس لوگ سمجھتے ہیں کہ فرضی باتیں ہو رہی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 0181-553 3611

پہلے بنائے گئے ناممکن تھا کہ کائنات کا ایک ذرہ بھی بنایا جاتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تشکیل، اللہ کے حضور اس کے پیش نظر نہ ہوتی۔ ورنہ خدا کی خدائی باطل ہو جاتی ورنہ خدا ان دنیا کے انجینئروں سے بھی زیادہ کم فہم ہوتا جو ڈیزائن کے کمال سے پہلے ڈیزائن کی تعمیر کا سفر شروع کر دیتا ہے۔ پس ایک بھی دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بڑائی کا فرضی دعویٰ نہیں، زبانی دعویٰ نہیں۔ گہرے حقائق پر مبنی اور گہرے حقائق پر مشتمل ہے۔ اور ہمیں جس سفر کا حکم ملا ہے وہ اس نور کی طرف سفر کرنے کا حکم ہے۔ ساری زندگی ہم یہ سفر کرتے رہیں تو پھر بھی ہم میں سے اکثر ایسے ہیں جو اپنی بہت سی طاقتوں کو ضائع کر کے جتنا سفر ان کی استطاعت میں اللہ نے رکھا تھا اس کو بھی حاصل نہیں کر سکتے، اس منزل تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔

> **اول سے لے کر آخر تک تمام صفات جو کائنات کو عطا کی گئی ہیں ان کا ذرہ ذرہ اس بات کے پیش نظر تھا کہ وہ وجود پیدا ہو گا جس نے بالآخر مجھ سے ملنا ہے اور میرا کامل عبد ہو گا اور وہ وجود پیدا ہو گا جس کے لوٹنے سے گویا ساری کائنات خدا کی طرف لوٹ گئی ہے**

اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف یہ سفر "انا للہ وانا الیہ راجعون" کی شاہراہ کی طرف بڑھنے والی مختلف شاخیں ہیں۔ وہ سڑکیں ہیں جو اسی شاہراہ کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اگر ہم اپنی حرکت اور سکون کو یہ سمت دے دیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف جا رہی ہے تو پھر ہم "انا للہ وانا الیہ راجعون" کا سفر کر رہے ہیں، پھر ہمیں کوئی فکر کی بات نہیں ہے، پھر ہمارا کوئی نقصان نہیں۔ "انا للہ" دراصل نقصان کے خیال سے نہیں پڑھا جاتا بلکہ یہ بتانے کے لئے پڑھا جاتا ہے کہ ہر چیز نے خدا کی طرف لوٹنا ہے تم اس کی جدائی کی فکر کر رہے ہو اپنا نہیں سوچ رہے کہ تم گم شدہ ہو، تم ضائع شدہ ہو، تم نے اپنے رب کی طرف واپس جانا ہے۔ لوگ اس بات کو تو بھول جاتے ہیں اور گم شدہ چیز پر پھونک مارنے کی خاطر کہ وہ ان کو مل جائے "انا للہ" پڑھ دیتے ہیں۔ حالانکہ واضح مضمون یہ ہے کہ دیکھو جو تمہاری چھوٹی سی ملکیت تھی جب تک تمہاری طرف واپس نہ آ جائے تم تسلی نہیں پاتے۔ تم بھی تو کسی کی ملکیت ہو اس وجود کی تسلی کا سامان کرو جس نے تمہیں کھو دیا اور واپس لوٹو اس کی طرف جو تمہارا منتظر ہے۔

یہی وہ مضمون ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک گم شدہ اونٹنی کی مثال دے کر بیان فرمایا ہے۔ یعنی ایک عجیب بات ہے انسان سوچتا ہے کہ اللہ کو ہماری کیا انتظار ہے۔ اگر اس کو انتظار نہ ہوتا تو "انا للہ" کا مضمون بے معنی ہوتا۔ اور اگر اس کو ہمارا انتظار نہ ہوتا تو پھر تخلیق کائنات بے معنی ہو جاتی، بالکل باطل اور بے مقصد ہوتی۔ پس آپ نے ایک اونٹنی کی مثال دے کر اسے خوب کھول دیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کو اپنے اس بندے کی توبہ سے جو گناہوں کی دنیا میں کھویا گیا ہو اور پھر توبہ کر کے خدا کی طرف واپس آئے اس سے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی ایک ایسے مسافر کو اپنی گم شدہ اونٹنی پانے سے خوشی ہوتی ہے جو تپتے ہوئے لق و دق صحراء میں کسی ایک درخت کے سائے میں دوپہر گزارنے کے لئے بیٹھا ہو، لیٹا ہو، اس کی آنکھ لگ جائے اور اس کی اونٹنی جس پر اس کا پانی، اس کا سارا سامان خورونوش ہر چیز ہو وہ جنگل میں کھو جائے۔ جو اس کا حال ہو گا اور جیسی اس کی طلب ہو گی اس کا اندازہ کرو۔ اور جب وہ کلیۃً مایوس ہو چکا ہو تو شام کو وہ دیکھے کہ وہ اونٹنی افق کی طرف سے آتی دکھائی دے رہی ہے جیسی خوشی اس شخص کو اپنی گمی ہوئی اونٹنی کو دوبارہ پا لینے سے ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے کھوئے ہوئے بندے کو دوبارہ پا کر خدا کو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

پس جتنی طلب آپ کو ہونی چاہئے اس کا اندازہ کریں جو نہیں ہے اور خدا کو طلب ہے۔ جس نے آپ کو پیدا کیا وہ چاہتا تو آپ کو زبردستی اپنی طرف لوٹا سکتا تھا مگر اس دنیا میں اس طرح آپ کو کھلا چھوڑ دیا کہ اس کی پیدا کردہ چیزوں کے حسن میں تو آپ کھو جاتے ہیں خالق کی طرف دھیان نہیں جاتا۔ یہ مضمون ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس تمثیل کے ذریعے ہمیں سمجھایا۔ پس اس کا نور کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ نور کے ساتھ واضح تعلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور پھر فرمایا کہ میں زمین و آسمان کا نور ہوں اور پھر یہ فرمایا کہ میری ہی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔ اب یہ سفر نور کے رستے سے ہونا چاہئے نور پر بیٹھ رہنے سے نہیں۔ بلکہ نور کے وسیلے سے۔

پس اگر کوئی شخص حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کا عاشق ہو کر وہیں بیٹھ رہتا ہے تو وہ مشرک ہے اگر وہ اس نور کے حوالے سے سفر شروع کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح یہ کہہ سکتا ہے کہ۔

جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں ○ ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

تو اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں ہے۔ وہی کامل موحد ہے۔ اور یہی حال خدا تعالیٰ کی دنیا میں جلوہ گری کا ہے۔ ہر چیز اس نے پیدا کی ہے وہ خدا کے اصل نور کا ایک پرتو ہے جو نور کی صورت میں آپ کو دکھائی دیتا ہے۔ اگر اس نور پر بیٹھ رہیں، اس سے محبت کریں اور پس پردہ نور جو ہے جس کی جلوہ گری سے دراصل وہ نور کا پردہ بنایا گیا ہے غافل رہیں تو پھر آپ نے اپنے سفر کا مقصد کھو دیا۔ اور خدا تعالیٰ منتظر ہے کہ آپ دیکھیں، ہر طرف نور کا جلوہ دیکھیں اور خیال اس خالق و مالک کی طرف جائے جو سب کے اندر تہہ بہ تہہ آخری صورت میں جلوہ گر ہے جس کی وجہ سے ہر چیز کو نور عطا ہوا ہے اور نور دکھائی دیتا ہے۔ اگر آپ اس بات کو نہ سمجھیں تو دنیا کی ہر لذت ایک شرک کی طرف لے جانے والی چیز ہے۔ اور جونہی لذت پیدا کرنے والے کا خیال آتا ہے وہیں یہ شرک توحید میں بدل جاتا ہے۔ پس توحید اور شرک کے درمیان ایک پل صراط ہے، بہت ہی باریک فرق ہے۔

اور جہاں تک نور کا تعلق ہے آپ اس بات کو اگر ٹھہر کر، تسلی سے، غور کر کے دیکھیں تو آپ ایک اور بات پا کر حیران رہ جائیں گے اور ششدر رہ جائیں گے۔ کہ اگر خدا ہی کے نور سے جو اصل نور ہے (جس کو ہم نہیں دیکھ سکتے، نہ دیکھ سکتے ہیں) ہر پردہ نور پیدا ہوا ہے جو خدا کی طرف لے جانے والا ہے تو وہ ہر پردہ بھی ہمارے نقطہ نگاہ سے لامحدود ہونا چاہئے کیونکہ جو لامحدود چیز کوئی چیز پیدا کرتی ہے اس میں لامحدودیت کی صفات دکھائی دیتی ہیں۔ اس پہلو سے اگر آپ سائنس کے سفر کا مطالعہ کریں تو یہ دیکھ کر آپ حیران رہ جائیں گے کہ خدا تعالیٰ کی تخلیق کے جس ذرے پر بھی سائنس دانوں نے غور شروع کیا ہے ان کو کبھی اس کا آخری کنارہ نہیں ملا۔ ہر سفر لامتناہی سفر ہے حالانکہ یہ پردہ نور کا سفر ہے۔ خود نور ابھی اس سے پرے وراء الوریٰ کہیں اور ہے۔ لیکن جو کچھ نور کا پردہ اس نے ڈالا ہے وہ پردہ بھی لامتناہی ہے۔

> **وہ مقام جس مقام تک مخلوق پہنچی ہے اس کا آخری کنارہ جہاں پہنچا جا سکتا تھا وہ وہ کنارہ ہے جو معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دکھائی دیا اور اس سے آگے انسانی استعداد کا سفر ختم ہوا ہے، خدا کا نور ختم نہیں ہوا**

جتنا بھی مجھے سائنسی سفروں کا مطالعہ کرنے کی توفیق ملی ہے کوئی ایک بھی ایسا سفر میرے علم میں نہیں آیا جس میں سائنس دان نے یہ کہا ہو کہ اس چیز کا آخری کنارہ ہمیں میسر آ گیا ہے اب اس مضمون پر اور کچھ نہیں رہا۔ اس کے بالکل برعکس تمام سائنس دان جو صاحب فہم اور صاحب ادراک ہوں جن کو حقیقت فہمی کا سلیقہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہو اور اکثر سائنس دان ایسے ہی ہیں شاید ہی کوئی متکبر ہو مگر میرے علم میں ایسا متکبر کوئی نہیں آیا جس نے یہ کہا ہو کہ ہم نے اس چیز کی تحقیق کرتے کرتے یہاں پہنچ کر اس مضمون کو ختم سمجھا ہے اس سے آگے کچھ نہیں ہے۔ ہاں یہ سب کہیں گے کہ جب ہم یہاں پہنچے تو جتنے دروازے ہم نے کھولے تھے اس سے اور زیادہ دروازے دکھائی دئے ہیں اور اب ہمارا تنہا کام نہیں اور ٹیمیں شامل ہونی چاہئیں اور محققین ہونے چاہئیں جو کوئی اس قفل کو کھولے اور اس دروازے کا سفر شروع کر دے۔ یعنی جس طرف یہ دروازہ کھلتا ہے کوئی اس قفل کو کھولے اور اس دروازے کا سفر شروع کر دے۔ یعنی جس طرف وہ دروازہ کھلتا ہے۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے اس لئے سائنس کی ترقی نے سائنس دانوں کی تعداد کم نہیں کی بڑھائی ہے اور بے شمار بڑھتی ہوئی تعداد کے باوجود ان کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ ہر علم میں اور شاخیں نکلتی چلی آ رہی ہیں۔ ہر شاخ کے لئے مزید خدمت گار اور تحقیق کرنے والے میسر آنے چاہئیں۔ اپنے چھوٹے سے تجربے سے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ انگلستان آنے کے بعد مجھے یہ خیال آیا کہ یہ لوگ تو اسلام کی تحقیق کے نام پر ہر جگہ عیوب تلاش کرتے پھرتے ہیں اور جہاں اپنے مطلب کی بات ملے وہاں اسے اچھال کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن کے اوپر ان لوگوں نے تفسیریں لکھی ہوئی ہیں اپنی طرف سے قرآن کے اوپر جرح قدح کی ہوئی ہے مگر آج تک کوئی مسلمان مجھے دکھائی نہیں دیا سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس نے بائبل کا اس گہری نظر سے مطالعہ کیا ہو اور بائبل پر تحقیق کی ہو۔ اور جہاں تک بائبل کی تفاسیر کا تعلق ہے مجھے تو کبھی کوئی تفسیر نظر نہیں آئی جو کسی مسلمان نے لکھی ہو یا کسی غیر نے لکھی ہو اور وہ بائبل کی تفسیر ہو۔ تو اگر ان کو حق ہے

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

کہ اندھا ہونے کے باوجود نور کی تفسیر لکھنے کی کوشش کریں تو ہمیں نور یافتہ ہونے کے باوجود نور کامل سے فیض پانے کے باوجود کیوں حق نہیں۔ بلکہ ہم پر تو فرض ہے کہ ان کی بائبل کی تفسیریں لکھیں اور جن پہلوؤں کو یہ اندھیروں کے طور پر پیش کرتے ہیں ان سے پردے اٹھائیں اور بتائیں کہ یہ بھی اسی نور کا فیض تھا جس نور سے قرآن جاری ہوا ہے۔

> **آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سمت سفر خدا کو پانے کے لئے ہے اور جتنا آپ قدم اس سمت میں آگے بڑھاتے ہیں خدا آپ کو ملتا چلا جاتا ہے**

پس اس نقطہ نگاہ سے میں نے ایک ریسرچ ٹیم یہاں بنائی۔ چند لوگوں سے شروع ہوا سفر اور چند معین نکات ان کے سامنے رکھے اور آخری منزل جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آخری منزل ہر ایک چیز کی طے ہونی ضروری ہے ورنہ وہ سفر ٹامک ٹوئیوں کا سفر ہوگا۔ اندھا جیسے لاٹھی کے ذریعے چلتا ہے ویسا سفر ہوگا۔ میں نے ان کے سامنے آخری بات یہی رکھی تھی کہ جو چند شاخیں تھیں ان میں سے ایک شاخ یہ بیان کی تھی کہ آپ نے بالآخر بائبل کے مفسر بننا ہے اور بائبل کے مفسر قرآن کی روشنی میں بننا ہے اور بائبل کے مفسر اس رنگ میں بننا ہے کہ بائبل کے مؤید بنیں اور منکر اس کے بنیں جو بائبل میں خدا کی طرف منسوب کر کے داخل کیا گیا ہے اور اسے کھول کے دکھا دیں اور قرآن کی مدد سے بتائیں کہ بائبل جھوٹی نہیں بلکہ سچی کتاب ہے، تم جھوٹے ہو جس نے بائبل کو سمجھا نہیں۔ تو اس پہلو سے بائبل کی بھی تو تفسیر کریں کیونکہ انہوں نے جو تفسیریں لکھی ہیں وہ ساری اندھی ہیں۔ بائبل کی تفسیریں بھی اندھی لکھی ہیں تو یہ قرآن کی تفسیریں کیسے روشنی والی لکھ دیں گے۔ تو یہ جب سفر شروع کیا تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دو تین معین راہیں تھیں جن کی منزل سامنے تھی اور اس سفر کے دوران ہر راہ سے اتنی شاخیں پھوٹنی شروع ہوئیں کہ آگے پھر اور مزید، اور مزید، اور اس کے علاوہ کچھ اور بھی چاہئیں۔ اور جو سفر پہلے شروع کیا گیا تھا اب اس کے محدود دائرے ہی میں بے شمار لامحدود باتیں اور دکھائی دینے لگیں۔ تو اب پھر ہم نے مختلف ملکوں پہ ٹیمیں پھیلا دیں اور اب ان ٹیموں کے سپرد جو کام کئے جا رہے ہیں وہ بھی ہاتھ سے نکلتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ باسط احمد ہمارے یہاں انچارج ان کو بنایا گیا ہے، شیخ مبارک احمد صاحب کے صاحبزادے، بڑی محنت سے اور بڑے خلوص کے ساتھ، بڑی حکمت کے ساتھ وہ ٹیموں کو تیار کر رہے ہیں۔ ایک مسئلے کے اوپر میں نے ان سے کہا کہ آپ کی ٹیم آئے اور مجھ سے دوبارہ گفتگو کرے میں آپ کو بتاؤں گا کہ یہ خطوط نہیں بلکہ ان خطوط پر بات ہونی ہے۔ دو تین اجلاسوں کے بعد انہوں نے ہاتھ اٹھا لئے۔ انہوں نے کہا جواب آپ نے باتیں بتائی ہیں یہ تو ہم تین چار کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ میں نے کہا پھر ٹیمیں بناؤ۔ میں نے کب کہا ہے نہ بناؤ۔ تو یہ خدا کے نور کی مثال ہے۔ یعنی اس نور نے جب ہر چیز پیدا کی اور ہر چیز کی کنہ وہ ہے تو اگر وہ لامحدود ہے تو اس کی تخلیق میں بھی لامحدودیت کی جھلکیاں آپ کو ضرور دکھائی دیں گی۔ اور ایک چھوٹے سے چھوٹے ذرے میں بھی خدا کا سفر اس نور کے حوالے سے کریں جو اس نے پیدا کیا ہے تو وہ لامتناہی ہو جائے گا۔ ورنہ یہ سمجھنا پڑے گا کہ ایک مقام پر آ کر آپ کھڑے ہو جائیں اور کہیں کہ اس سے آگے کچھ بھی نہیں ہے۔

وہ مقام جس مقام تک مخلوق پہنچی ہے اس کا آخری کنارہ جہاں پہنچا جا سکتا تھا وہ کنارہ ہے جو معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دکھائی دیا۔ اور اس سے آگے انسانی استعداد کا سفر ختم ہوا ہے، خدا کا نور ختم نہیں ہوا۔ یہ مضمون سمجھیں تو پھر توحید قائم رہتی ہے ورنہ شرک شروع ہو جائے گا۔ پس ہمیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سمت میں سفر کرنا ہوگا۔ آپ کو معبود اور مقصود بنا کر نہیں بلکہ معبود اور مقصود کی طرف لے جانے والے سمجھتے ہوئے۔ قبلہ بناتے ہوئے نہیں بلکہ قبلہ نما بناتے ہوئے۔ جس قبلے کی طرف آپ کا رخ ہمیشہ رہا آپ سے اس رخ کے انداز سمجھتے ہوئے، اس رخ کی تعیین کے گر آپ سے سیکھتے ہوئے، آپؐ کے پیچھے چل کر آپؐ کی پیروی کرنا اس غرض سے ہو کہ آپ کے معبود کی پیروی ہوگی۔ جس معبود سے آپؐ نے سب فیض پایا ہم بھی اسی معبود تک پہنچنے کا یہ ذریعہ اختیار کرتے ہیں۔

> **پس ہمیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سمت میں سفر کرنا ہوگا۔ آپ کو معبود اور مقصود بنا کر نہیں بلکہ معبود اور مقصود کی طرف لے جانے والے سمجھتے ہوئے**

یہ جب میں بات کہتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ذاتی تعلق ختم ہو رہا ہے اور ایک قسم کا میکانیک یعنی میکینکل سا تعارف بن گیا ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ انسان جس سے فیض پاتا ہے اس سے رسمی تعلق رہ ہی نہیں سکتا۔ اس سے بے ساختہ قلبی تعلق قائم ہوتا ہے۔ پس توحید کے حوالے سے جب میں بات کروں جس سے میں نے بات شروع کی تھی تو پھر جو بات سمجھ آتی ہے وہی اصل حق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سمت سفر خدا کو پانے کے لئے ہے اور جتنا آپ قدم اس سمت میں آگے بڑھاتے ہیں خدا آپ کو ملتا چلا جاتا ہے۔ پس خدا کوئی ایسی چیز نہیں جو اس سے پرے کہیں آخر پر جا کر ملے۔ ہر قدم پر ملتا ہے اور اس کا قرب محسوس ہوتا ہے اور جب ملتا ہے تو بے ساختہ دل سے یہ دعا اٹھتی ہے کہ ؎

اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے ○ مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت

یہ ہے وہ تعلق باللہ جو شرک سے پاک ہے۔ یہ عشق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہے جو ہر قسم کے شرک کی ملونی سے پاک ہے۔ یہی ہے جو پاکیزگی بخشنے والا اور یہی ہے جو اپنے ساتھیوں کو نور بنانے والا تعلق ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: ہومیو پیتھی کلاس

مریض کو اگر شہد کی مکھی کاٹے تو بہت معمولی سا اثر ہوتا ہے کوئی خاص تکلیف نہیں ہوتی۔

بھڑ کاٹنے کی دوا۔ چٹکلے والا نسخہ۔ آم کا بور ہم بچپن میں ہاتھوں اور چہرے وغیرہ پر ملا کرتے تھے اس سے جہاں ملا ہو وہیں تک اثر رہتا ہے۔

حضور نے فرمایا ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجھے بتایا کہ بھڑ کے کاٹنے کا علاج میں کر سکتا ہوں جس کو مرضی ہو بتاؤ انگلی رکھوں گا ٹھیک ہو جائے گا۔ مجھے یاد آیا میں نے بھی یہ کیا تھا مگر ایک کنفیوژن تھا کہ اس کے باوجود بھڑ کاٹتا تھا اور اثر نہ ہوتا تھا۔ میں نے پوچھ لیا تو آپ نے فرمایا ہاں یہ بات ٹھیک ہے مگر وہاں انگلی رکھنی ضروری ہے۔ اسکے ذریعے اثر منتقل ہوتا ہے۔ پھر میں نے اپنے اوپر تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ بھڑ نے کاٹا تو میں نے فوراً انگلی رکھی۔ پھر میں نے دوسرے مریضوں پر بھی یہ استعمال کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ بور ملے مجھے کوئی تیس چالیس سال ہو چکے تھے اور اس کا اثر نہ صابن سے دھلا نہ کسی اور چیز سے۔ یہ موجود ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ روحانی نظام ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو روح پیدا فرمائی ہے اس کو ایسی حیرت انگیز صلاحیتیں بخشی ہیں کہ اس کی کنہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور جس جگہ اس نے محسوس کیا اس جگہ اثر روح کی یادداشت میں ہے۔ اور وہی متاثر ہوتی ہے۔

ایپس کی انتڑیوں کی علامات یہ ہیں۔ اگر کھردرا سا احساس انتڑیوں میں ہے بے چینی ہے ہلکی ہلکی درد ہے جو بڑی درد نہیں بنتی تشنج نہیں ہوتا بلکہ مستقل خراش سی رہتی ہے اور جب وہ بڑھ جائیں تو بہت پانی والے اسہال میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور جب نہ ہوں تو کچھ خشکی کی طرف مائل ہے۔ اگر ایسے مریض کو قبض توڑنے کی دوا ساتھ نہ دی جائے تو میلان قبض کی طرف ہو جائے گا۔ پس دو انتہاؤں کے درمیان مریض رہتا ہے یا قبض جو چند دن رہے گی اور پیٹ میں دکھن کا احساس ضرور ساتھ رہے گا۔ عمومی خشکی اور دکھن پھر ایک دم یوں معلوم ہوتا ہے کہ انتڑیوں کے باہر کے حصے چھل جاتے ہیں۔ اس وقت پھر وہ بڑی تیزی سے پانی بہانے لگتے ہیں اور پھر وہ اسہال بن جاتے ہیں۔ ان میں کئی کئی اسہال آتے ہیں۔

ایپوسائینم میں بھی نمایاں کھلے اسہال۔ اگر یہ اسہال بند ہوں تو جوڑوں کی دردیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ایپس کو بعض ڈاکٹر بچوں کے بستر کے پیشاب کے علاج میں بھی استعمال کرتے ہیں مگر ایپوسائینم سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ بستر کے پیشاب میں ایک دوا دی جاتی ہے ایکوزیٹم (AQUSITUM) لیکن بہت کم فائدہ ہوا ہے۔

پیشاب کے لئے ہومیو پیتھک دواؤں میں ایکوزیٹم کو چوٹی کی دوا سمجھا جاتا ہے مگر میرے علم کے مطابق شاذ کے طور پر فائدہ دیتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی پروونگ نہیں ہوئی اور ہمیں علامتوں کا صحیح پتہ نہیں۔ جب پتہ ہی نہیں تو تک والی بات ہے مگر اس میں بھی کم کام آتی ہے۔ اس کے بدلے پھر میں نیٹرم میور اور کالی فاس 6X میں دیا کرتا تھا۔ وہ ایکوزیٹم سے زیادہ کام کرتی ہے۔

ایپو سائینم اس کے لئے بہت اچھی دوا لکھی جاتی ہے۔ میں نے استعمال نہیں کی۔ آپ کر کے دیکھیں ایپوسائینم ۳۰ کو اچھا اثر دکھانا چاہیے۔

عورتوں میں جریان خون بعض دفعہ بہت تکلیف دیتا ہے۔ ماہواری کا عرصہ لمبا ہونے کے علاوہ بیچ میں بھی خون چھلکتا ہے اور سخت کمزوری پیدا کرتا ہے۔ یوٹرس کے متعلق ایپس کا چوٹی کا استعمال ایسے لمبے مینسز میں ہے جو وقت زیادہ لیں۔ عموماً بے چینی رہے گی۔ عام ماہواری کا خون رستا ہوا لمبے عرصے تک جاری رہے گا۔ مگر زیادہ نہیں۔ یہ نفاس بھی نہیں ہے۔ اچانک چھلکتا ہے اور بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ مخصوص علامت ہے۔ اگر ایسا ہو اور جسم ٹھنڈا ہو تو ایپوسائینم اس کی جگہ استعمال ہوگی۔ یہ دو دوائیں اتنی ملتی ہیں کہ بعض دفعہ ایک کی دوسری سے پہچان مشکل ہے۔

جریان خون کی علامتوں میں فاسفورس ہے۔ اس کا جریان خون سے ویسے ہی بہت تعلق ہے لیکن اگر خون سرخ ہو تو فاسفورس کام آتا ہے، اگر سیاہ ہو تو پھر کام نہیں آتا۔ اس کی بجائے ایک دوا ہے ہمامیلس (HAMAMELIS) وہ زیادہ موزوں ہے۔ اگر کرانک ہو اور مزمن طور پر جھلیاں خراب ہو چکی ہوں اور کالا خون بدبودار نکلے تو اس کے لئے دوا ہے ایمونیم کارب (AMMONIUM CARB)۔ ایپس میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے لیکن ایپس میں خون کا سرخ ہونا ضروری نہیں۔ یہ فرق یاد رکھیں۔

دوسری جو دوائیں ہیں وہ ہیں ایپی کاک اور لیکیسز میں سیاہی مائل خون ہوگا۔ لیکیسز کا زیادہ تعلق VENIOUS پوائزننگ سے ہے اور فاسفورس اور ایپی کاک دونوں میں خون سرخ ہوتا ہے۔

ایک اور دوا ہے خون چھلکنے کے علاج میں اس کا نام ہے ملی فولیئم (MILLEFOLIUM) ۳۰ اور فاسفورس کا بہت دفعہ حیرت انگیز اثر ہوا ہے۔

فاسفورس ہڈیوں کی گہری دوا ہے۔ ہڈیوں کے کینسر کا جس کے متعلق ایلوپیتھک چوٹی کا علاج ہو چکا تھا اور ڈاکٹر جواب دے چکے تھے۔ اس کو ۳۰ سے ٹھیک کیا۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر محمود ہال لندن میں ایک تاریخ ساز تقریب

(بشیرالدین سامی۔ نمائندہ الفضل، لندن)

مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز اتوار مسجد فضل لندن سے ملحقہ محمود ہال میں اقوام متحدہ کی پچاسویں سالانہ تقریبات کے سلسلہ میں ایمنسٹی انٹرنیشنل اور یونائیٹڈ نیشنز ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام ایک تاریخ ساز تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں دو سو کے قریب مختلف مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس تقریب کے لئے جماعت احمدیہ برطانیہ کو مہمانی کا شرف حاصل ہوا۔

مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت کی صدارت میں اس تقریب کا آغاز مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ مکرم امیر صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایمنسٹی انٹرنیشنل کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے جماعت احمدیہ کو اس تقریب کے منعقد کرنے کا موقع فراہم کیا۔

مکرم امیر صاحب نے مسجد فضل لندن کی تاریخ کے حوالے سے بتایا کہ ۱۹۲۴ء میں انگلستان میں ہونے والی ویمبلے کانفرنس جس میں مذاہب عالم کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ اس موقع پر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ نے جہاں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی نمائندگی میں شرکت فرمائی وہاں اس مسجد کی بنیاد بھی رکھی۔ جب سے یہ مسجد مختلف مذاہب کے مابین رواداری کو ابھارنے کے لئے اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

جولائی ۱۹۳۵ء میں کراؤن پرنس فیصل جو بعد میں سعودی عرب کے بادشاہ بنے انہوں نے یہاں ایک تقریب میں شرکت فرمائی اور خراج تحسین پیش کیا۔ اس سے قبل ۱۹۳۳ء میں پاکستان کے بانی قائد اعظم محمد علی جناح کا بھی اس مسجد سے گہرا تعلق رہا۔ اسی جگہ انہوں نے ہندوستان واپس جاتے ہوئے تحریک پاکستان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنے پروگرام کا اعلان فرمایا۔ حیرت کی بات ہے کہ آج اسی پاکستان میں احمدیوں کو اپنے عقائد کے اظہار اور اس پر عمل کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی انہیں خود کو مسلمان کہلانے کا حق ہے۔

جہاں تک حقوق انسانی کا تعلق ہے جماعت احمدیہ بنیادی طور پر اسے اپنے ایمان کا ایک حصہ سمجھتی ہے۔ مکرم امیر صاحب نے وضاحت فرمائی کہ مذہبی رواداری اور اپنائیت کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنے عقائد کو بدل دیں بلکہ جو اخلاقی قدریں تمام مذاہب میں یکساں ہیں، اس کی طرف قرآن کریم ہدایت دیتا ہے کہ قدر مشترک کی طرف اکٹھے ہو جاؤ۔ آج کی یہ تقریب بھی اسی مقصد عظیم کے تحت ہے اور ہم بفضلہ تعالیٰ اس مقصد سے دل و جان سے وابستہ ہیں۔

مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد جناب رے ولکنسن، پبلک ریلیشن آفیسر برائے یو این کمیشن برائے مہاجرین نے اپنے خطاب سے پہلے جناب بطرس غالی، سکرٹری جنرل اقوام متحدہ کا ایک خاص پیغام پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے لندن مسجد میں منعقد ہونے والی اس تقریب سے متعلق اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔ انہوں نے منتظمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ اقوام متحدہ نہ صرف شخصی حقوق کے لئے کوشاں ہے بلکہ معاشی۔ معاشرتی اور تہذیبی حقوق کے لئے بھی جدوجہد کر رہی ہے۔ قاعدے قوانین آج محض ڈھکوسلے بن کر رہ گئے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایسے اقدام سے کام لیا جائے کہ یقین ہو سکے کہ ان قواعد و ضوابط کا احترام کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم عالمی سطح پر انسانی حقوق کی طرف مسلسل کوشش کر رہے ہیں اور زور دے رہے ہیں۔

جمہوریت کے قیام پر زور دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ یہی ایک ذریعہ ہے جو انفرادی اور اجتماعی حقوق کو بحال رکھ سکے۔ اسی سے حکومتوں اور مختلف طبقات میں یکسانیت اور یکجہتی پیدا کی جاسکتی ہے۔ جمہوریت ہمارا مشترکہ اثاثہ ہے۔ اسے عالمی وسعت حاصل ہے۔ حقوق انسانی ہمارا مقصد حقیقی ہے جس کے لئے ہم نے اجتماعی طور پر مل جل کر انتھک کام کرنا ہے۔

جناب بطرس غالی کے اس پیغام کے بعد جناب ولکنسن نے دنیا بھر کے مظلوم انسانوں کے دکھوں پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت دنیا بھر میں ۵۰ کروڑ مظلوم انسان بےیار و مددگار زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ تعداد برطانیہ کی آبادی کے لگ بھگ ہے۔ دکھ کی بات یہ بھی ہے کہ اس تعداد میں ۷۵٪ تعداد عورتوں اور بچوں کی ہے جنہیں پے در پے جبر و تشدد اور ہوس کا نشانہ بنایا گیا ان کے دکھوں کی جو بھی تصویر بنائی جائے وہ ادھوری ہوگی۔ ان مہاجرین کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

دوسری طرف یورپ کے ممالک پناہ گزینوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اپنے امیگریشن اور اسائلم کے قوانین سخت کر رہے ہیں۔ یہ رویہ بلاشبہ ۱۹۵۱ء کے رفیوجی حقوق کے ریزولیوشن کے سراسر منافی ہے۔ جہاں ہم اس سلسلہ میں تاریک پہلوؤں کو دیکھتے ہیں وہاں روشنی کی ایک کرن بھی ہے۔ جیسا کہ موزمبیق کے دو کروڑ مہاجرین واپس لوٹ رہے ہیں۔ اسی طرح بوسنیا کے پناہ گزین جو ظلم و استبداد کی چکی میں پس کر یہاں پہنچے انکی واپسی کے منصوبے بھی زیر غور ہیں لیکن سوچنے کی یہ بات ہے کہ آیا ایسے لوگ پھر زندگی میں کہیں اکٹھے ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ انکی آبادکاری اگر مناسب طریق پر جاری رہے تب بھی اس پر کروڑہا ڈالرز اور ان گنت سال درکار ہونگے۔

افریقہ کے شکستہ عدالتی نظام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایسے عدالتی نظام کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ روانڈہ کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اس پر جو بےدریغ رقوم خرچ کی گئی ہیں اگر اس کا ایک حصہ بھی مخصوص کیا جاسکتا تو اس سے کروڑہا انسانوں کو ظلم و استبداد اور موت کے منہ سے بچایا جاسکتا تھا۔

اس خطاب کے بعد احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کے بچوں نے کورس کے رنگ میں عربی قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

جناب نک ہارڈوک جو ریفیوجی کونسل کے ڈائریکٹر ہیں انہوں نے بتایا کہ دنیا میں اس وقت مہاجرین کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے جبکہ ۵۰ کروڑ انسان اپنے ہی ملکوں میں اپنے ہی شہریوں کے ہاتھوں ایذا پذیر ہیں۔ اس مسئلہ کے حل میں بہت سے نزاع پائے جاتے ہیں جیسا کہ اس ملک میں سیاسی پناہ گزینوں کی مراعات ختم کی جارہی ہیں۔ ایسی صورت میں وہ کس طرح گذر اوقات کر سکیں گے اور زندہ رہ سکیں گے۔

اس کے بعد محترم مظفر کلارک صاحب ریجنل امیر جماعت احمدیہ برمنگھم نے تفصیل سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع سے اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں آپؐ نے نصیحت فرمائی تھی کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ سب برابر ہیں۔ کوئی قوم دوسری قوم پر فضیلت نہیں رکھتی۔

نائیجیریا سے مس ورابی اولا نے انسانی حقوق کی پامالی کے ذکر میں اپنے والد چیف ابی اولا پر توڑے گئے مظالم کی داستان پیش کرتے ہوئے بتایا کہ وہ نائیجیریا میں جمہوریت کی بحالی چاہتے تھے۔ ۱۹۹۳ء میں وہ برطانیہ میں سیاسی پناہ پر مجبور ہوئے۔ جونہی وہ اپنے وطن واپس پہنچے تا کہ جمہوریت، بہتر معیشت اور انصاف کی راہیں استوار کر سکیں انہیں جیل میں بغاوت کے الزام میں قید کر دیا گیا۔

بوسنیا سے محترمہ خدیجہ ایڈوک نے بوسنیا میں ہونے والے مظالم کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ان سب مظالم کا نقشہ کھینچیں تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

آخر میں ڈائرکٹر آف ایمنسٹی انٹرنیشنل جناب ڈیوڈ بل نے جملہ کاروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ سب باتیں ہمارے جذبات کو جھنجوڑنے والی تھیں۔ سب مہمان شکریہ کے مستحق ہیں۔ خاص طور پر میزبان جماعت احمدیہ برطانیہ جس نے مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

انہوں نے فرمایا کہ حقوق انسانی کے دن کو اس لحاظ سے خاصی اہمیت حاصل ہے کہ یہ اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ کی تقریبات کا ایک حصہ ہے۔ اس تعلق میں یہ بعض ممالک میں پہنچنے والی ایذا رسانیوں اور ناانصافیوں کو اجاگر کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس وقت ۱۸۵ ممالک میں سے ۱۲۰ ممالک اپنے ہی لوگوں کو ایذا کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ ۷۸ ممالک میں انسانوں کو "ضمیر کے قیدی" بتایا گیا ہے۔ انسانی حقوق کی اس پامالی پر ہمیں جذبات سے ہٹ کر اپنی توجہ کو زیادتیوں کے قلع قمع کی طرف مرکوز رکھنا چاہیئے۔ جناب ڈیوڈ نے بتایا کہ جہاں تک اس ملک کا تعلق ہے، برطانیہ اقوام متحدہ کے بانی مبانی ممالک میں سے ہے۔ یہی ملک ۱۹۹۱ء کے معاہدوں کے برعکس ایسے قوانین مرتب کر رہا ہے جسکے تحت سیاسی پناہ گزین حفاظت سے محروم ہو جائیں گے۔

انہوں نے اپنے خطاب کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر ختم کیا جس میں فرمایا گیا تھا کہ کسی انسان کو کسی انسان پر فوقیت اور برتری حاصل نہیں۔ نہ کالے کو گورے پر۔ نہ گورے کو کالے پر۔ نہ عربی کو غیر عربی پر۔ نہ غیر عربی کو عربی پر۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اس پیغام کو ایسی طاقتوں کے پاس پہنچائیں جو مصیبت زدوں کی مدد کے اہل ہیں۔

اس تقریب کی کاروائی مکرم امیر صاحب کے شکریہ پر ختم ہوئی۔ بعد میں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

گفتگو کے نام سے وہ پھول برسانے لگے

جب مئے عرفان کے وہ جام چھلکانے لگے
بےحقیقت ہم کو سب دنیا کے مے خانے لگے

کر گئی مخمور ہم کو تو ملاقات حضور
ساقی و ساغر، صراحی محض افسانے لگے

اس کے چہرے کا تبسم اس کی پیشانی کا نور
اس کی آنکھیں دو ہمیں الفت کے پیمانے لگے

اس کا انداز تکلم جوں بہاروں کا نزول
گفتگو کے نام سے وہ پھول برسانے لگے

کارگاہ عشق میں وہ لوگ بازی لے گئے
جو زمانے بھر کے فرزانوں کو دیوانے لگے

چن لیا ان کو خدا نے دین احمد کے لئے
جو فقیہ شہر، تجھ کو دیں سے بیگانے لگے

کتنا ہے دور خزاں آنے کو ہے فصل بہار
حمد کے نغمات مرغان چمن گانے لگے

جانتے ہیں خوب صادق کہ وہ گندے لوگ تھے
کجروی سے اپنی جو طاہر کے منہ آنے لگے

(حاجی غلام محی الدین صادق)

Earlsfield Properties

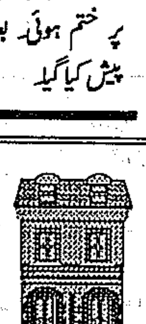

RENTING
AGENTS
0181- 877 0762

PROPERTIES WANTED IN
ALL AREAS FOR
WAITING TENANTS

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۵۶)

ایپس (APIS) اور ایپوسائینم (APOCYNUM) کے خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۷ دسمبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن، ۲۷ دسمبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں ہومیو دوائیں ایپس (APIS) اور ایپوسائینم (APOCYNUM) پڑھائیں اور ان کے بارے میں اہم باتیں اپنے ذاتی تجربات کے حوالے سے بیان کیں۔

ایپس
(APIS)

حضور انور نے فرمایا بعض ایسے خطرات ہیں جن کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ MENINGITIS میں ایپس بہت مفید ہے اور اگر اس میں بروقت مل جائے تو ایسے مریض مرگی میں مبتلا نہیں ہوتے اگر MENINGITIS لمبا ہو جائے تو ایسے مریضوں کو مرگی شروع ہو جاتی ہے۔ بروقت علاج ہو جائے تو بہت سی خطرناک بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔ ان میں ایپس اور ایپوسائینم کو یاد رکھنا ضروری ہے فوری دوا کے طور پر۔ فرق یہ ہے کہ اگر مریض کی عمومی حالت ایسی ہو کہ گرمی سے تکلیف بڑھتی ہو تو ایپس ہے اور سردی سے تکلیف بڑھتی ہو تو ایپوسائینم ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حمل کے دوران بعض عورتوں کو، خصوصاً آخری حصے میں جاکے تشنج شروع ہو جاتے ہیں اور عموماً یہ مشہور ہے کہ رواج ہے کہ اگر گرم پانی سے غسل دیا جائے تو سکون ملتا ہے اور وہ گرم پانی سے بعض دفعہ ایسی عورتوں کو غسل دے دیتے ہیں جن کا مزاج ایپس کا ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت شدید تشنج ہوسکتا ہے۔ ایسا سخت بھی کہ یوٹرس کا منہ تشنج سے سکڑ جائے ایسی حالت میں بچہ پیٹ میں بھی مر جاتا ہے۔ اسی طرح بعض بچوں کو تشنج پڑتے ہیں اور روٹین میں جو لوگ تشنج کے وقت گرم پانی سے غسل دیتے ہیں ان کو بہت ہی تکلیف دہ صورت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ تشنج سے اس کی سانس کی نالیاں بھی سکڑ جاتی ہیں اس لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ ٹھنڈ سے تکلیف بڑھتی ہے یا گرمی سے۔

تشنج کے فوری علاج کے لئے دو علاج بہت کارآمد ہیں اور اکثر ضرور اثر دکھاتے ہیں۔ اول اگر گرمی سے تکلیفیں بڑھیں تو ایپس نہیں بلکہ بیلاڈونا اور ایکونائیٹ ایک ہزار طاقت میں اگر چند منٹ کے وقفے سے دی جائیں تو نہ صرف گردے کی درد میں بلکہ پیٹ کے درد میں بھی بہت مفید ہے۔ لیکن اگر ٹھنڈ سے بڑھیں تو پھر میگ فاس بہترین ہے۔

وضع حمل کے وقت بھی ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ پلسٹیلا ۳۰ مفید ہے۔ پلسٹیلا ۳۰ اگر مستقل دی جائے تو اس کا چونکہ عورتوں سے گہرا تعلق ہے اس لئے مفید ہوتی لیکن اگر گرمی کی بجائے سردی سے تکلیف بڑھتی ہو تو پھر میگ فاس بہت ضروری ہے۔

اگر عمومی طور پر دردوں میں کوئی ٹیڑھا مزاج نہ پایا جائے۔ نارمل دردیں ہوں تو پھر تکلیف کم کرنے کے لئے میگ فاس 6X سے بڑھ کر کوئی دوا نہیں۔ کالی فاس ساتھ ملالیں وہ اعصابی طاقت کی دوا ہے۔ ان دونوں کو آدھی پیالی میں چند ٹکیاں، بغیر گنے، گھول کے، گھونٹ گھونٹ کچھ وقفے سے پلائیں تو بعض دفعہ تو حیرت انگیز اثر ہوتا ہے۔

ایپوسائینم اور ایپس کا فرق

ایپوسائینم ٹھنڈے مزاج کی دوا ہے اور ایپس گرم مزاج کی دوا ہے۔ بچہ اگر تشنج کی حالت میں ہو تو اس سے آپ پوچھ نہیں سکتے کہ گرمی اچھی لگتی ہے یا سردی۔ لیکن ایک علامت پتہ لگ جاتی ہے۔ ایسا بچہ جب اسے ڈھانپتے ہیں تو ٹانگیں مار کر جلدی کپڑا اتار دیتا ہے۔ وہ شعوری طور پر تو نہیں سوچ سکتا لیکن لاشعوری طور پر اسے پتہ ہے کہ گرمی اس کے لئے تکلیف دہ ہے اور اگر اس کو ریڈی ایشن (RADIATION) ہو کہیں۔ سردی کے موسم میں مثلاً یا ویسے گرمی کا موسم ہو اور بے چینی بڑھ جائے۔ پھر بھی اندازہ ہوجانا چاہئے۔ ایسے کیس میں ایپس کی بجائے اس کو ایپوسائینم مفید ہوسکتی ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے جو میگنیشیا کی بات ہے یا دوسری ٹھنڈی دواؤں بیلاڈونا وغیرہ کی تو اس لئے کہ عموماً تشنج کی حالت میں جسم میں دردوں کی علامتیں نہیں ملتیں۔ فرق بتادوں کہ دونوں میں گڑبڑ نہ کردیں۔ ایپس اور ایپوسائینم کے مقابلے میں ایک قدر مشترک لازماً رہے گی اور وہ یہ ہے کہ دونوں میں ورمیں پائی جاتی ہیں اور ان کی ورمیں زیادہ تر دل سے تعلق رکھتی ہیں اور کبھی میوکس میمبرین میں بھی داخل ہو جاتی ہیں اور کبھی دل کے پردوں، جگر کے اردگرد، پھیپھڑوں کے اردگرد یا دماغ کے اردگرد بھی اثر دکھاتی ہے۔ پس یہ دونوں دوائیں گوشت یا مسلز کے اندر کی نہیں بلکہ SKIN کی دوائیں ہیں۔ ہر جگہ خول یا پیکیج پر جو اثرات ہوتے ہیں انکا ایپوسائینم یا ایپس سے گہرا تعلق ہے۔ اور پردوں کی دواؤں میں ان کی علامت ورم کی ہے۔ اور ورم دونوں میں پھس پھسی ہوتی ہے اکثر۔ یعنی پتھر کی طرح سخت نہیں ہے کچھ نرمی اس میں پیدا ہوجاتی ہے۔ دبانے سے آہستہ آہستہ واپس ابھرتا ہے۔ عام لچک جو جسم میں ہونی چاہئے وہ غائب ہو جاتی ہے۔

آنکھوں کے متعلق ایپس کی ورم نیچے ہوتی ہے۔ اس کو آنکھ کی ورم سے بالکل کنفیوز نہ کریں۔ کیونکہ جو نیچے ورم ہوتی ہے اس کا آنکھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کا گردے کی تکلیف سے تعلق ہے۔ جو آنکھ کی تکلیف ہے اس میں ساری آنکھ سوجتی ہے اور بعض دفعہ ایسی شدت پائی جاتی ہے کہ آنکھ مڑ جاتی ہے اور اندر سے کچا کچا ابھرا ہوا گوشت دکھائی دینے لگتا ہے۔ ایسی حالتوں میں ایپس بہت اچھی ہے۔

اس کی علامتیں ظاہر ہے گرمی سے تو بڑھیں گی لیکن روشنی سے بھی بڑھتی ہیں بلکہ ایپس میں عجیب بات یہ پائی جاتی ہے کہ سفید رنگ سے بھی بڑھتی ہیں۔ ایپس کے کاٹے ہوئے کو سفید رنگ تکلیف دیتا ہے اور شہد کی مکھیاں جو ہیں ان کی آنکھوں کا بھی اس بات سے کوئی تعلق ہے کیونکہ وہ VIOLENT دیکھتی ہیں ہر بات کو۔ کوئی عجیب بات ہے کہ ان کا جو زہر ہے اس سے سفیدی آنکھ کو پسند نہیں رہتی اور سفیدی سے آنکھ کا مرض بڑھتا ہے خواہ دھوپ کی سفیدی ہو یا عام جیسے کاغذ کی سفیدی ہوتی ہے۔

اس میں بعض علامتیں دائیں طرف ہوتی ہیں فالج، بری خبر یا جلن سے دائیں طرف کا فالج ہوتا ہے۔ اس میں لائیکوپوڈیم کی بھی ایک علامت پائی جاتی ہے۔ لائیکوپوڈیم دائیں طرف سے شروع ہوتا ہے اور بائیں طرف حرکت کرتا ہے۔ اکثر امراض لائیکوپوڈیم کی، مثلاً گلا بھی خراب ہوگا تو پہلے دائیں طرف ہوگا۔ کچھ دیر کے بعد یہ ٹھیک ہوگا تو بائیں طرف منتقل ہوجائے گا اور ایپس میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ بعض دفعہ آنکھوں میں بائیں آنکھ میں تکلیف شروع ہو جاتی ہے اور پھر دائیں طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ ایپس کے گلے کی خرابی میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ لیکن ایپس کے گلے کی خرابی کی امتیازی بات گرمی کی ٹکور سے فائدہ پہنچتا ہے اور گرم پانی کے غرارے عموماً تجویز کئے جاتے ہیں لیکن ایپس میں اس سے تکلیف بڑھتی ہے اور ایک یہ دوا ایسی ہے جس میں گلے کو ٹھنڈے پانی کے غراروں سے آرام آتا ہے۔

لیکن لیکیسز بائیں سے دائیں جاتی ہے جبکہ ایپس دائیں سے بائیں جاتی ہے۔ بعض دوائیں ہیں جن میں دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں کا رجحان ہے۔ اولنا بدلنا ان میں ہے۔ یہ پلسٹیلا میں ہے اور لاک کنینائینم میں۔ اس میں یہ بہت نمایاں ہے۔

ایپس میں دائیں طرف عموماً اثر ہوتا ہے۔ بائیں سے شروع کرتی ہے لیکن ایک چیز استثنائی ہے۔ اس میں پیٹ میں ہوا بھی پائی جاتی ہے۔ جس سے پسلی کے نیچے تشنجی قسم کی کیفیت ہو جاتی ہے اور خاص طور پر دل چاہتا ہے مریض کا کہ یہاں پر مٹھی سے دباؤ ڈالے یا کوئی چیز رکھے۔ بل دے کر بعض دفعہ عورتیں کپڑا رکھ لیتی ہیں اس پر لیٹتی ہیں تاکہ اس طرح کا تشنج کچھ کم ہو۔ ایپس کا اس سے عجیب تعلق ہے عام طور پر دائیں طرف سے شروع ہوکر بائیں طرف جاتی ہے مگر یہ جب بھی پیٹ میں ہوا زیادہ ہو ایپس میں خصوصیت سے بائیں طرف کھچا پڑنا خصوصیت سے پسلی کے نیچے دل کی طرف اگر تشنج کا احساس ہو جو بعض دفعہ لوگوں کو ساری رات بےچین رکھتا ہے۔ اس میں ایپس کو یاد رکھیں۔

ایسا مریض اگر گرمی سے بےچینی محسوس کرے تو ایپس بالکل تیر بہدف کام کرتی ہے۔ ایک دو خوراکوں میں ہی اثر دکھاتی ہے۔ لیکن ایپس میں فوری اثر کے مواقع نسبتاً کم ہیں۔ اور اثر کے لحاظ سے نیم درمیانی حصے کی دوا ہے۔

گردے کی تکلیفوں میں یہ کافی وقت لیتی ہے اور ہفتہ دس دن سے پہلے آپ اس کا اثر نہیں دیکھ سکتے۔ جہاں تک انتڑیوں کی تکلیف کا تعلق ہے اس میں فوری اثر دکھاتی ہے یعنی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے اندر دماغ کی ورموں میں فوری اثر دکھاتی ہے۔

دماغ میں یہ مستقل علاج نہیں ہے۔ عارضی ہے۔ اگر ہائیڈروکیفلس ہو رہا ہے۔ بچہ کا سر بڑھ رہا ہو تو اس سے چیخیں تھوڑی سی بند ہوجائیں گی مگر یہ نہ سمجھیں علاج ہوگیا ہے۔ اس کے معاً بعد آپ کو سلیشیا ضرور دینی چاہئے لیکن اگر سلیشیا فائدہ نہ دے اور علامتیں ایپس اور ایپوسائینم کی ہوں تو پہلے ان دونوں میں تفریق کی جائے۔ اگر ایپس ہے تو گرمی کی دوا ہے۔ اس لئے ٹھنڈے مزاج کی دوا مستقل کام نہیں آئے گی۔ اس لئے میرا یہ خیال ہے کہ سلفر اس کے بعد دینی چاہئے۔ ایپس وقتی طور پر اور سلفر اس کے اثر کو لمبا چلانے کے لئے۔ لیکن ایپوسائینم کے بعد کلکیریا فاس بہت اچھا کام کرتی ہے۔ ایپوسائینم چونکہ ٹھنڈی دوا ہے۔ اس لئے اس کے بعد کلکیریا کارب، سلیشیا کے بعد نمبر دو ہے جو ہائیڈروکیفلس میں کام دکھاتی ہے اور دماغ کو سکیڑتی ہے۔ ایپس خود بھی بعض دفعہ اس بیماری کا علاج ہو جاتی ہے۔ ایپوسائینم کا مجھے پتہ ہے کہ اچھا اثر کرتی ہے بعض دفعہ خود بھی علاج کردیتی ہے۔ کلکیریا کارب بعد میں دے دی جائے تو جو اثر رہ گیا ہے باقی وہ کلکیریا کارب سے ہو جاتا ہے۔

ان دونوں کے فائدہ مند ہونے کا نشان یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے کیس میں سلیشیا میں کان، آنکھوں ناک وغیرہ سے نمایاں طور پر زیادہ پانی بہتا ہے۔ بعض دفعہ شرائے مارتا ہوا جیسے چشمہ پھوٹتا ہے پانی بہتا ہے اور وہ حصہ دماغ کا پچک جاتا ہے۔ ایپوسائینم کے متعلق تو یہ پکی بات ہے کہ دماغ کا پانی پیشاب کے ذریعہ نکالتی ہے اور ایسے بچے کو اگر بہت کھل کر پیشاب آنا شروع ہوجائے تو ایپوسائینم اس کی بہترین دوا ہے۔ ایپس بھی یہ کام کرتی ہے مگر ایپس کا گردے پر اثر آہستہ ظاہر ہوتا ہے۔

پھر یاد رکھیں کہ گرمی اور سردی کی پہچان سے آپ اس کو ممتاز کر سکتے ہیں۔

انتڑیوں کی تکلیف جو کھلے پانی کے اسہال میں تبدیل نہ ہو مگر ہوا بہت بنے اور ہر وقت بےچینی رہے اور بائیں طرف تشنج کا احساس رہے تو ایپس اثر دکھاتی ہے زیادہ لمبا دیر نہیں لگاتی مگر فوراً بھی نہیں دکھاتی۔ دو تین دن کھلانی پڑے گی۔ گردے میں اگر انفلیمیشن فوری نوعیت کی ہے تو جلدی اثر دکھائے گی اور اگر میوکس میمبرین اندر کی جھلیاں گل رہی ہوں تو کچھ وقت لے گی لیکن ایک دفعہ گردے میں جب یہ کام شروع کردے تو پھر اکیلی ہی کافی ہے۔ اس کے فالواپ کی ضرورت نہیں۔ ایپس ایسے موقعوں پر لمبا اثر دکھاتی ہے۔

یہ عام اصول یاد رکھیں کہ جہاں علامتیں لمبی ٹھہریں وہاں دوائی بھی لمبا اثر دکھاتی ہے۔

ایک اور اصول بھی یاد رکھیں جو بیماریاں آہستہ آہستہ بڑھتی ہیں ان کو فوری طور پر دور نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ٹشوز کے اندر گہری تبدیلیوں کے نتیجے میں ہوتی ہیں اور ان کو آناً فاناً دور کرنا ایک غیر حقیقی بات ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایپس سے دس دن کے بعد پیشاب میں اضافہ ہوجاتا ہے اور اس کے بعد پھر یہ کچھ دیر اضافہ رکھتی ہے۔ پھر سکون دے دیتی ہے گردے کو۔ اثر دکھاتی رہتی ہے۔ پھر چھ ماہ سال دیتے رہیں۔ پہلے ۳۰ میں کچھ عرصہ دیں۔ پھر جب ابتدائی علامتیں صاف ہو جائیں تو ۲۰۰ میں کردیں۔ پھر آخری ڈوز ایک لاکھ میں دے کر کیس بند کردیں۔

اس طرح جب علاج کیا جاتا ہے تو ایک مستقل دفاع اس زہر کے مقابلے پر پیدا ہوجاتا ہے اور ایسے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

تعصّبات کی عینک اتار کر دیکھو

(محمد طاہر ندیم)

سعودی عرب سے شائع ہونے والے ایک ماہنامہ "الفیصل" نے اپنے ماہ جون ۱۹۹۵ء کے شمارے میں صفحہ ۲۶ پر ایک مستقل کالم "طریق الہدیٰ" کے تحت چند مذہبی سوالوں کے جوابات درج کئے ہیں۔ یہ جوابات سعودی عرب کے مشہور عالم دین ڈاکٹر صالح بن سعد اللحیدان کے بیان کردہ ہیں۔ ان میں سے ایک سوال "کیا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟" کے جواب میں وہ کہتے ہیں:

"علماء حدیث و تفسیر کا اس بات پر اتفاق ہے، نیز تاریخی کتب بھی ان روایات کی صحت اور درایت کی درستی پر متفق ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کا یہ قول ان کی موت پر دلیل ہے فرمایا:

"وماجعلنا لبشر من قبلک الخلد" (الانبیاء: ۳۴)۔

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھ سے پہلے کسی شخص کو خلود یعنی اس دار دنیا میں دائمی زندگی عطا نہیں کی۔ حضرت خضر علیہ السلام متقی و صالح انسان تھے اور جہاں تک میرا علم ہے نبی تھے۔ سورہ کہف میں ان کے بارہ میں بعض واقعات کی طرف اشارہ ملتا ہے اور یہ بھی کہ ان کی طرف وحی ہوتی تھی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی ہے اور اگر وہ زندہ ہوتے تو ضروری تھا کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوتے اور آپ پر ایمان لاتے کیونکہ آپؐ کا دین اس سے پہلے کے تمام ادیان کو منسوخ کرتا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

"ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین"۔ (آل عمران: ۸۵)

یعنی اب جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا:

"ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" (الاحزاب: ۴۰)

یعنی نبی کریمؐ خدا کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔ پس دین اسلام کے بعد کوئی دین نہیں اور نبی کریمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

پس جبکہ ہمیں حضرت خضر علیہ السلام کے تشریف لانے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے بارہ میں کوئی واضح نص نہیں ملتی تو اس سے لازمی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ آپؑ زندہ نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں ایک حدیث شریف بھی ہمارے اس استدلال کو تقویت دیتی ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

"لو کان موسیٰ حیاما وسعہ الا اتباعی"

یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو صلیب کو توڑیں گے اور دجال کو قتل کریں گے تو وہ دین محمدؐ کے پیرو ہونگے۔ یہی صحیح اور معتبر عقیدہ ہے اور گزشتہ نصوص اور تاریخی حوالوں سے یہی ثابت شدہ ہے"۔

قارئین کرام! یہ ہے اس عربی عبارت کا ترجمہ جو فضیلۃ الشیخ صالح بن سعد اللحیدان نے مذکورہ بالا سوال کے جواب میں درج کی ہے۔

ہم اس جگہ حضرت خضر علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے بلکہ ایک اور پہلو کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب صالح بن سعد اللحیدان صاحب نے حضرت خضرؑ کے آنحضرتؐ سے پہلے کے زمانے میں ہونے کو بنیادی نقطہ بنا کر قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ان کی وفات پر قاطع دلائل درج فرمائے ہیں جن کی رو سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت خضرؑ وفات پا چکے ہیں اور ان کا زندہ موجود ہونا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، قطعاً ناممکن اور محال ہے۔

ہم اس سعودی عالم سے پوچھتے ہیں کہ یہی دلائل اگر آپ کو کسی ایسی شخصیت کے بارہ میں دئے جائیں جو حضرت خضرؑ کی طرح آنحضورؐ سے پہلے کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہو اور حضرت خضرؑ کی طرح ہی اس شخصیت کی بابت بعض لوگوں کا خیال ہو کہ وہ زندہ ہے تو کیا یہ قرآنی آیات اور حدیث پر مشتمل دلائل اس کی بھی موت پر مہر تصدیق ثبت کریں گے یا یہ دلائل صرف حضرت خضرؑ سے ہی تعلق رکھتے ہیں؟۔

اگر آیت کریمہ "وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد" آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مبعوث ہونے والے تمام انبیاء کی وفات پر کھلی دلیل ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو درمیان میں کیوں چھوڑ جاتی ہے؟۔ کیا اس آیت میں کہیں عیسیٰؑ کا کوئی استثناء موجود ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ آنحضرتؐ سے قبل تمام انبیاء کو وفات یافتہ قرار دیتی ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی حیات کے عقیدہ کا کیا جواز ہے؟۔

پھر انہوں نے لکھا ہے کہ اگر حضرت خضرؑ زندہ ہوتے تو ضرور آنحضرتؐ کی بیعت کرنے کو تشریف لاتے کیونکہ زندہ ہونے کی صورت میں وہ اپنے دین پر قائم ہی نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ:

"ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ"

یعنی اسلام کے آجانے کے بعد اب دوسرا کوئی دین کسی سے بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ لہذا حضرت خضرؑ کے زندہ ہونے کی صورت میں رسول کریمؐ کی خدمت اقدس میں حاضری اور پھر آپ کی بیعت ضروری تھی۔

سوال یہ ہے کہ یہ ذمہ داری صرف حضرت خضرؑ پر ہی کیوں عائد ہوتی ہے جن کے بارہ میں تو شک ہے کہ زندہ بھی ہیں یا نہیں؟ جبکہ حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں تو آپ لوگ اس پختہ اعتقاد پر قائم ہیں کہ وہ زندہ ہیں تو انہوں نے یہ پر سعادت موقع ہاتھ سے کیوں جانے دیا کہ رسول کریمؐ کا بابرکت زمانہ ختم ہو گیا اور وہ آپؐ کے چہرہ مبارک کے دیدار اور آپ کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے کی سعادت سے محروم رہے۔ پھر آپؐ کے خلفاء کا زمانہ بھی گزرا مگر آپؑ تشریف نہ لا سکے بلکہ اب تک نہ تو خود ہی آئے ہیں اور نہ ہی تاخیر کی وجہ بتائی ہے۔ کسی نص صحیح میں ایسا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ فرض کریں اب اگر کسی زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ تشریف لے بھی آئیں تو اس سوال کا وہ کیا جواب دیں گے کہ آپ عیسائی مذہب کے نبی تھے، اسی حالت میں آپ کا رفع الی السماء ہوا۔ نبی کریمؐ تشریف لائے لیکن آپ نے ان کی بیعت نہیں کی اور ایک لمبا عرصہ گزر گیا آپ اپنے دین پر ہی رہے جبکہ مذکورہ بالا آیت بار بار آپ کے دین کو رد کرتی رہی۔ اس پر بھی آپ کو خیل نہ آیا کہ چلو جا کر بیعت ہی کر آئیں جبکہ اگر آپ چاہتے تو بیعت کر کے واپس آسمان پر جا سکتے تھے۔ کیونکہ جو ایک دفعہ چلا گیا تھا دوسری دفعہ جانے میں اسے عقلاً کوئی مشکل پیش نہیں آنی چاہئے۔

پھر عالم موصوف نے آیت "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" میں وارد لفظ "خاتَم" کے معنے خاتِم کے کئے گئے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ رسول کریمؐ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اس لئے حضرت خضر بھی اسی ذیل میں آتے ہیں اور ختم شدگان میں شامل ہیں۔

یہاں بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ آیت صرف حضرت خضرؑ پر ہی کیوں صادق آتی ہے، حضرت عیسیٰؑ کو کیوں ختم کرنے سے قاصر ہے۔ باقی تمام سابقہ انبیاء تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہی ختم ہو چکے تھے ان کے بارہ میں یہ کہنا کہ آنحضرتؐ نے آکر ختم کر دیا ہے بے معنی کلام ہے۔ صرف حضرت عیسیٰ ہی ایسے تھے جن کو زندہ مانا جاتا تھا۔ کیا آنحضورؐ نے ان کو ختم کیا؟ کیا ان کی نبوت ختم کر دی؟ جب ان میں سے کچھ بھی ختم نہ کر سکے تو خاتم کے معنے کیا ہوئے؟ دریں صورت خاتم کے ایسے معنے کرنا نہ صرف اس مسئلہ کو اور پیچیدہ کرنے کا باعث ہے بلکہ آنحضورؐ کے امتیازی لقب اور عظیم خطاب کے ساتھ بھی مذاق کرنے کے مترادف ہے۔

پھر انہوں نے یہ حدیث "واللہ لو کان موسیٰ حیاما وسعہ الا اتباعی" درج کر کے اپنے استدلال کو اور مضبوط کیا ہے کہ اگر حضرت موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو آنحضرتؐ کی بعثت کی صورت میں ان پر بھی آپؐ کی اطاعت واجب تھی۔ لیکن انہوں نے شاید یہ حدیث کبھی نہیں سنی یا پڑھی۔ یا اگر کبھی نظر سے گزری بھی ہے تو عمداً نظریں دوسری طرف پھیر لی ہیں جس میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کا بھی ذکر ہے بلکہ تفسیر ابن کثیر میں تو یہ دونوں حدیثیں ایک ہی صفحہ پر درج ہیں اور دونوں سے ایک ہی استدلال کیا گیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

"لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی"

(تفسیر ابن کثیر لامام حافظ عماد الدین ابوالفداء الجزء الثانی سورہ آل عمران صـ ۶۵، دار الاندلس للطباعۃ والنشر بیروت، ۱۹۶۶ء، طبع اول)

تفسیر ابن کثیر کے علاوہ یہ حدیث تفسیر در منثور، حاشیہ فتح البیان، الیواقیت والجواھر، شرح المواھب اللدنیہ اور تفسیر الجلالین وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

علامہ موصوف نے اپنے جواب کے آخر میں یہ محسوس کر کے کہ ان کے جواب سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات بھی اسی طرح مراد لی جا سکتی ہے جس طرح حضرت خضرؑ کی وفات انہوں نے ثابت کی ہے۔ مناسب سمجھا کہ ایک جملہ حضرت عیسیٰؑ کی حیات کے ذکر پر مشتمل ضرور لکھ دیں تا کہ اشتباہ پیدا نہ ہو لیکن "خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا" کے مصداق حضرت خضر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والمقصود انہ قد توفاہ اللہ تعالیٰ"

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان (خضرؑ) کو وفات دے دی ہے۔ یہاں اگر کوئی علامہ موصوف سے پوچھے کہ "توفاہ اللہ" کے کیا معنے ہیں تو ان کا جواب ہو گا کہ تم اتنے جاہل ہو اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے کہ جب یہ فعل خدا کی طرف منسوب ہو اور وہی اس کا فاعل ہو اور مفعول انسان ہو تو موت کے ہی معنے ہوا کرتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں مذکور "فلما توفیتنی" میں بھی تو یہی فعل ہے اور فاعل خدا تعالیٰ ہے جبکہ مفعول اس کا نبی حضرت عیسیٰؑ ہیں تو وہاں معنی کیوں بدل جاتا ہے؟۔

خدارا! قرآن کو کھیل تماشا نہ بنایئے۔ جس کی موت کی کھلی کھلی شہادت قرآن میں موجود ہے اسے آپ اپنی شعبدہ بازیوں اور چالاکیوں سے ہرگز زندہ نہیں کر سکتے۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقاں سر بسر
اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث نے فرمایا۔

"تحریک وقف عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقف عارضی پر جاتے ہیں ان کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دعاؤں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے یعنی وقف عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی عقلوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں۔ ان کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقف عارضی کے وفود نے دعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔"

(روزنامہ الفضل 12۔ فروری 1977ء)

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔
آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

دو عظیم خدمات

(از قلم مولانا محمد منور صاحب [مرحوم] سابق مبلغ مشرقی و مغربی افریقہ و بلاد عربیہ)

جماعت احمدیہ کے ذریعہ بہت سے اچھے اور مفید کام مشرقی افریقہ میں ہوئے ہیں لیکن دو کام ایسے ہوئے جو عیسائی پادریوں کے لئے ہوش ربا ثابت ہوئے۔ ان کاموں کا اثر پادری صاحبان پر بھی ہوا اور عیسائی حکومتوں پر بھی۔

امریکی پادری ڈاکٹر بلی گراہم کو کینیا میں جس شکست فاش سے پالا پڑا اور ساری دنیا میں اس شکست کو جس طرح اشاعت ملی اس کا اثر امریکی حکومت اور امریکہ سے آنے والی عیسائی تنظیموں پر یکساں پڑا۔ انہوں نے اس شکست کے نتیجہ میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کی اور احمدیت کے بارہ میں اعداد و شمار اور معلومات جمع کرنا شروع کیں۔

دوسرا عظیم کام کلام پاک کا ترجمہ تھا۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ تشریحی نوٹوں کے ذریعہ دینی تعلیم وضاحت سے پیش کی گئی اور مخالفین صداقت کے اعتراضات کے ٹھوس اور مدلل جوابات دئے گئے۔ جو میدان پہلے پادریوں کے قبضہ میں تھا اب وہ آہستہ آہستہ ان کے ہاتھوں سے نکلنے لگا۔ ادھر آزادی کی رو نے عوام کو سیاسی بیداری سے ہم کنار کر دیا اور مذہبی اور سیاسی مخالفت یکجا ہو کر برطانوی سامراج کو کمزوری کی طرف دھکیلنے لگی۔ جماعت احمدیہ نے ملکی عوام کا ساتھ دیا اور ان کے حق خود ارادیت کے مطالبہ میں ان سے تعاون کیا۔

ان باتوں سے متاثر ہو کر اروشہ (ٹانگانیکا) کی ایک سیمینری کے استاد مسٹر ارل مارٹن نے کینیا کے احمدیوں کے بارہ میں ایک مقالہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ بعد میں انہوں نے یوگنڈا کو بھی ساتھ شامل کر لیا۔ پھر ٹانگانیکا کو بھی اپنی مساعی کے دائرہ کار میں داخل کر لیا۔ ان کا تعلق ڈاکٹر بلی گراہم کے چرچ یعنی بپٹسٹ (Baptist) چرچ سے تھا۔

جب میں نیروبی میں تھا تو یہ میرے پاس آتے رہے اور معلومات اور لٹریچر حاصل کرتے رہے۔ جب میں نیروبی سے دارالسلام بھجوا دیا گیا۔ تو وہاں بھی ان کی آمدورفت جاری رہی۔ ایک لمبی کار میں یہ سفر کرتے جس میں کھانا پکانے اور سونے کا بھی انتظام تھا۔ اس وجہ سے کم آبادی والے علاقوں اور دیہات میں جانے میں بھی انہیں کوئی دقت پیش نہ آتی تھی۔

جب انہوں نے مقالہ ترتیب دے لیا تو اس کی ایک نقل مجھے تبصرہ کے لئے بھجوائی۔ میں نے انکی غلطیوں کی نشان دہی کر کے کاپی انہیں واپس بھجوا دی۔ اپنا یہ مقالہ انہوں نے نیروبی یونیورسٹی میں رجسٹر کرایا تھا۔ اس لئے وہیں سے انہوں نے مقالہ پیش کیا اور اس کی بناء پر ڈاکٹریٹ حاصل کر لی۔ اور اب وہ ڈاکٹر ارل مارٹن کہلاتے ہیں۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ پاس شدہ مقالہ کی ایک نقل مجھے بھجوائیں گے مگر نہ بھجوا سکے۔

اس مقالہ میں انہوں نے لکھا تھا کہ عیسائیوں میں سے کوئی احمدی نہیں ہوا۔ میں نے انہیں کہا کہ ٹانگا (Tanga) شہر میں ہمارے معلم عبداللہ علی صاحب سے ملیں۔ وہ وہاں گئے اور ہمارے معلم کے ساتھ ایک گھر پر گئے۔ صاحب خانہ موجود تھے۔ مارٹن صاحب نے ان سے پوچھا کہ کیسے احمدی ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے معلم صاحب سے ان کے مشن کا سواحیلی رسالہ لے کر پڑھا جس سے میری دلچسپی بڑھی اور میں احمدی ہو گیا۔ مارٹن صاحب نے پوچھا کہ اس سے پہلے وہ کیا تھے انہوں نے بتایا کہ اس سے پہلے وہ عیسائی تھے اور پادری بننے کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مارٹن صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر اکیلے کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔

اپنے تحقیقی مقالہ میں مارٹن صاحب نے ہمارے ترجمہ قرآن اور شیخ عبداللہ صالح فارسی کے ترجمہ قرآن کے موازنہ کے لئے ایک خصوصی باب الگ باندھا۔ انہوں نے لکھا کہ انہوں نے سواحیلی ادباء اور دانشوروں سے زبانی اور تحریری طور پر اس بارہ میں دریافت کیا ہے ان کے جوابات کے حوالے سے مارٹن صاحب نے لکھا کہ شیخ فارسی نے احمدی ترجمہ قرآن کی نقل کی ہے۔ اور اس کے واضح ثبوت موجود ہیں۔ شیخ فارسی صاحب نے جناب مودودی صاحب کے اصرار پر قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ کیا تھا تاکہ ہمارے ترجمہ کی مخالفت کی جائے۔ لیکن جناب فارسی ادیب اور اہل زبان ہونے کے باوجود صرف ہماری نقل سے زیادہ کچھ نہ کر سکے۔ البتہ حواشی میں انہوں نے جماعت احمدیہ کو گالیاں دیں۔ جسے عوام اور شرفاء نے بھی پسند نہ کیا۔

مارٹن صاحب نے اس امر کا اعتراف کیا کہ اگرچہ جماعت احمدیہ کی تعداد کم ہے لیکن اس کا اثر و نفوذ اپنی فردی قوت سے بہت بڑھ کر ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے محترم شیخ امری عبیدی صاحب کا ذکر کیا ہے۔ جو قلم دان وزارت سنبھالے ہوئے ہیں حالانکہ تنزانیہ میں جماعت احمدیہ قلیل تعداد میں ہے۔

ہمارے سواحیلی اخبار کے مضامین کا مارٹن صاحب نے تجزیہ پیش کیا ہے کہ اس کا اتنا حصہ عام مسلمانوں کے بارہ میں، اتنا حصہ عیسائیوں کے بارہ میں، اتنا حصہ کمیونسٹوں کے بارہ میں اور اتنا حصہ احمدی معتقدات اور مسائل کے بارہ میں ہوتا ہے۔ مارٹن صاحب نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ اگرچہ اس رسالہ میں عیسائیت کی مخالفت ہوتی ہے ساتھ ساتھ کمیونزم پر بھی تنقید ہوتی ہے، جس کا امریکہ بھی مخالف ہے۔ ہمارے رسالہ کی انہوں نے مائیکروفلم تیار کی جس کی ایک نقل ہمیں بھجوائی۔

قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ اس سے پہلے ہمفرے فشر نے مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کا حساب پیش کیا تھا۔ جس کے عوض میں وہ بھی ڈاکٹر کہلائے۔ یہ سارے مقالے اور رپورٹیں حکومت امریکہ کے پالیسی ساز اداروں کے زیر غور آتی تھیں۔ اس کے نتیجہ میں جو آخری پالیسی تشکیل دی جاتی تھی اسی سے جماعت احمدیہ عرصہ سے نبرد آزما رہی ہے۔ مختلف ملکوں میں جماعت احمدیہ سے جو معاملہ کیا جاتا ہے اس کی بنیاد انہی مہیا کی جانے والی رپورٹوں پر رکھی جاتی ہے۔

ہمارے ترجمہ قرآن کی طباعت کے بعد سب سے پہلا رد عمل جو نظر آیا وہ یہ تھا کہ پادری صاحبان کین گاڈفرے ڈیل کے عرصے سے نایاب ترجمہ قرآن کو دوبارہ چھپوانے کا منصوبہ بنا رہے تھے اسے انہوں نے ترک کر دیا۔ ہمارے ترجمہ کے حواشی میں پادری ڈیل (Dale) کے تمام اعتراضات کا مدلل، معقول اور علمی جواب دیا جا چکا تھا۔ پادریوں نے اسے نہ چھاپنے ہی میں اپنی خیر سمجھی۔ اور امید ہے کہ اب قیامت تک ڈیل کا ترجمہ دوبارہ نہیں چھپ سکے گا۔

دوسرا رد عمل مسلمانوں کی طرف سے ظاہر ہوا۔ ان کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ انہوں نے بے انتہا مسرت کا اظہار کیا اور بعض نے لکھا کہ ہمارے لئے تو گویا قرآن مجید اب نازل ہوا ہے۔ گو پہلے بھی ہم اسے تبرک کے طور پر پڑھ لیا کرتے تھے۔ لیکن اس کی تعلیمات پر صحیح عبور ہمیں اب ہو رہا ہے۔

چرچ کی طرف سے دوسرا رد عمل یہ ظاہر ہوا کہ عیسائی جو ہمیشہ اسلام کو اپنے لئے ایک بلا اور روک سمجھتے تھے اور اس وجہ سے مسلمانوں سے بھی نفرت رکھتے تھے۔ اب انہوں نے برملا کہنا شروع کیا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو باہم متحد ہو کر کمیونزم کا مقابلہ کرنا چاہئے کیونکہ ہم خدا پرست ہیں اور وہ خدا کے دشمن۔

کیتھولک فرقہ نے یہ قدم اٹھایا کہ ہمارے ترجمہ قرآن میں درج بائبل کے تمام حوالہ جات جمع کر کے ان سے ہمارے استدلال کو پیش کر کے کیتھولک چرچ کی تمام شاخوں سے کہا گیا کہ اب وہ اس نئے سیلاب کو روکنے کے لئے کوشش کریں جو سواحیلی ترجمہ کی شکل میں ان کے راستہ میں حائل ہونے والا ہے۔

دارالسلام (تنزانیہ) میں ایک دفعہ میں کیتھولک چرچ کے اٹالین وائٹ فادر صاحب سے ملنے گیا۔ وہ کیتھولک چرچ کے اسلام کے بارہ میں مشیر بھی تھے۔ باتوں باتوں میں انہوں نے کہا کہ کیا آپ اپنا مذہب پھیلانا چاہتے ہیں یا عیسائیت کو ختم (Kill) کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ کھیل آپ ہی نے شروع کیا ہے۔ "صداقت کہاں ہے؟" (Where is the Truth) نامی کتاب آپ نے انگریزی میں چھپوائی۔ پھر اس کا ترجمہ سواحیلی میں چھپوایا۔ اس کتاب میں ایک مستقل باب اسلام کے بارہ میں ہے جس میں اعتراضات کا طومار جمع کر دیا گیا ہے۔ کیا ہمیں ان کا جواب دینے کا حق حاصل نہیں ہے؟۔ پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں نے یہ باب خارج کر دینے کی ہدایت دے دی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ گزشتہ ایڈیشنوں میں شائع شدہ اعتراضات کا جواب تو ہمیں بہر حال دینا ہی پڑے گا۔

ہمارے ترجمہ کی اشاعت سے قبل افریقی علماء کا خیال تھا کہ سواحیلی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہمارے ترجمہ کے چھپنے کے بعد اس غلط فہمی کا نہ صرف ازالہ ہوا بلکہ مسلمانوں کی طرف سے بھی ایک ترجمہ سواحیلی زبان میں چھپا جس سے مندرجہ بالا خیال کی کلی طور پر تردید ہو گئی۔ مقامی ریڈیو سٹیشنوں سے بھی قرآنی آیات کے تراجم ہر روز نشر ہونے لگے۔ اس طرح قرآن مجید جو لوگوں کے لئے ایک بند کتاب تھی کھلی کتاب بن گیا۔ اور اس کے مضامین پر غور و خوض شروع ہو گیا اور جو لوگ ترجمہ قرآن لکھنا چاہتے تھے انہیں اس کے طریق کا علم ہو گیا۔

غرضیکہ امریکی پادری بلی گراہم کی دھواں دار تقاریر کی افریقہ میں یلغار کو روک کر جماعت احمدیہ نے ایک عظیم الشان بند باندھ دیا ہے۔ اب امید نہیں کہ ڈاکٹر صاحب موصوف پھر کبھی اس قسم کی مہم کے افریقہ میں آغاز کرنے کا خیال بھی دل میں لا سکیں۔

اسی طرح قرآن مجید کا سواحیلی میں ترجمہ کر کے جماعت احمدیہ نے اتنی بڑی خدمت کی ہے جس کے اثرات آئندہ کئی صدیوں تک ظاہر ہوتے چلے جائیں گے۔

احمدیت کی دوسری صدی میں دینی لٹریچر کی طباعت اور اشاعت کا کام خود مغرب ہی سے شروع ہو چکا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ مختلف علاقہ جات کے لئے جو مختلف زبانوں میں تراجم، رسائل اور کتب شائع ہو رہی ہیں ان کو پیاسی روحوں تک پہنچائیں اور دینی شوق رکھنے والے افراد سے بار بار رابطہ قائم کر کے ان کے دلوں اور ذہنوں کو پاک و صاف کریں۔ تا خدائی نور ان میں جاگزیں ہو سکے اور فکری و دینی اتحاد کی مضبوط اور نہ ٹوٹنے والی بنیاد قائم کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے (مینیجر)

Kenssy

Fried Chicken

TELEPHONE :0181-539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

دعا کرتے رہو اور کراتے رہو

دعا کرتے رہو اور کراتے رہو (-) طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ہوتا ہے اور اسی کا نام نفس لوامہ ہے کہ طبیعت آرام کرنا چاہتی ہے اور محبوبات نفسانی کی طرف کھچی جاتی ہے۔ مگر بزور اسے مغلوب کر کے خدا کے احکام کے ماتحت چلاتا ہے اس لئے اجر پاتا ہے۔ ثواب کی حد نفس لوامہ تک ہی ہے اور اسے ہی خدا نے پسند کیا ہے۔ چنانچہ "کلام الٰہی" میں بھی قسم نفس لوامہ کی ہی خدا نے کھائی ہے۔ مطمئنہ کی نہیں۔ مطمئنہ میں جا کر ثواب نہیں رہتا۔ کیونکہ وہاں کوئی کشاکشی اور جنگ نہیں۔ وہ تو امن کی حالت ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

★★ ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا ستمبر ۹۵ء کے شمارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کا ذکر خیر محترم مولانا محمد اشرف صاحب ناصر مرحوم کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اعلیٰ اور معزز عہدوں پر فائز رہے اور اپنے منصفانہ فیصلوں سے نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مقدمات کے فیصلوں میں خدا تعالیٰ بھی آپکی راہنمائی فرماتا تھا۔ ایک دفعہ ایک ہندو کا مقدمہ آپکی عدالت میں پیش ہوا تو اس نے عدالت عالیہ میں درخواست دی کہ یہ متعصب مسلمان ہیں اسلئے مقدمہ کسی اور جج کے سپرد کیا جائے اور اس پراپیگنڈہ کی اخبارات میں بھی خوب تشہیر کی۔ لیکن عدالت عالیہ نے مقدمہ فیصلہ کے لئے آپکے ہی سپرد کیا۔ چنانچہ ردعمل کے طور پر مقدمہ کے دوران ہی حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس ہندو کے خلاف اپنے دلائل مضبوط کئے اور اپنے فیصلہ میں انتہائی سزا تجویز کی اور فیصلہ سنانے سے ایک روز قبل کارروائی کی فائل اپنے ہمراہ گھر لے گئے۔ رات نیند میں کسی غیبی طاقت نے آپؓ کو گرفت میں لے لیا اور آواز آئی "اتنا غلط فیصلہ"۔ چنانچہ آپؓ گھبرا کر اٹھ بیٹھے، دو نفل ادا کئے، استغفار کیا اور فیصلہ کو دوبارہ پڑھنا شروع کیا تو اس میں کئی سقم نظر آئے چنانچہ آپؓ نے اس کو باعزت بری کر دیا اور وہ شخص آپکے تقویٰ سے متاثر ہوکر تاعمر آپکا غلام بن گیا۔

★★ مختلف زبانوں کے کمپیوٹر کے ذریعہ سے تراجم کے سلسلہ میں ایک اہم کامیابی امریکہ کی ریاست ورجینیا کی ایک کمپنی نے ایسا پروگرام تیار کرکے حاصل کی ہے جو انگریزی سے فرانسیسی، جرمن، اٹیلین اور سپینش میں اور ان زبانوں سے انگریزی میں نہایت عمدہ اور پراثر ترجمہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی طرح INTERNET کے ذریعہ ہزاروں کمپیوٹرز کا رابطہ بھی قرآن کریم کی عظیم پیشگوئی "واذالصحف نشرت" کی شاندار مثال ہے۔ اس موضوع پر محترم ہدایت اللہ ہادی صاحب کا مضمون بھی مذکورہ شمارہ میں شامل ہے۔

★★ نیشنل مجلس شوریٰ کینیڈا کے موقع پر محترم نسیم مہدی صاحب امیر جماعت کینیڈا کی تفصیلی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ برس جماعت کینیڈا کو مجموعی طور پر ۱۵۴۵ ہزار ڈالر مالی قربانی کی توفیق عطا ہوئی جبکہ دس برس قبل یہ مقدار ۴۹۶ ہزار ڈالر تھی۔ رپورٹ میں امریکہ میں قائم کئے جانے والے EARTH STATION کی تیاری میں مشکلات اور انکے معجزانہ حل کا ایمان افروز بیان ہے۔ اس سٹیشن کے ذریعہ سے براعظم امریکہ کے ایک ہزار سے زائد گھرانے MTA کے پروگراموں سے مستفید ہو رہے ہیں۔

★★ ماہنامہ "مصباح" اکتوبر ۹۵ء میں "اکتوبر کے اہم واقعات" (مرتبہ محترمہ صائمہ مریم صاحبہ) شائع ہوئے ہیں جو ۸۳ء تک کی تاریخ احمدیت سے مرتب ہیں۔ مثلاً اخبار "الحکم" کا ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو اور "البدر" کا ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو اجراء، اکتوبر ۱۹۰۹ء میں اخبار "نور" اور ۷ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو اخبار "فاروق" کا اجراء، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۳ اکتوبر ۳۷ء کو احمدیہ مشن سیرالیون کا قیام، ۲۰ اکتوبر ۴۴ء کو سیدنا مصلح موعودؓ نے زندگی وقف کرنے کی تحریک کی۔ ۱۸ اکتوبر ۴۷ء کو حضورؓ ربوہ کی اراضی دیکھنے کے لئے لاہور سے تشریف لائے۔ ربوہ میں پانی ۱۱ اکتوبر ۴۸ء کو دریافت ہوا اور مسجد مبارک ربوہ کا سنگ بنیاد ۳ اکتوبر ۴۹ء کو رکھا گیا۔ ۲۱ اکتوبر ۶۳ء کو حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ عالمی عدالت کے جج منتخب ہوئے اور ۱۵ اکتوبر ۷۹ء کو محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو فزکس کا نوبل انعام ملا۔ ۹ اکتوبر ۸۰ء کو مسجد بشارت سپین کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

★★ میامی (امریکہ) سے شائع ہونے والے رسالہ "النصیر" اکتوبر، نومبر ۹۵ء میں شائع شدہ ایک رپورٹ کے مطابق ۱۷ تا ۱۹ نومبر تک منعقد ہونے والی سالانہ قومی کتب کی نمائش میں جماعت احمدیہ نے امسال سٹال لگا کر ۹۰۰ ڈالر سے زائد رقم کی کتب فروخت کیں جن میں خصوصیت سے سپینش زبان میں ترجمہ قرآن کریم شامل ہے۔

★★ لجنہ اماء اللہ بھارت کے ۱۷ ویں اور ناصرات الاحمدیہ بھارت کے ۲۶ ویں سالانہ اجتماع کی رپورٹ "بدر" ۱۶ نومبر میں شائع ہوئی ہے۔ اجتماع ۲۰ تا ۲۲ اکتوبر ۹۵ء کو منعقد ہوا جس میں قادیان کے علاوہ ۸ مجالس کی ۲۳ ممبرات نے بھی شرکت کی۔ تینوں روز کی اوسط حاضری ۵۲۰ رہی۔

★★ سوئٹزرلینڈ سے جرمن زبان میں شائع ہونے والے "احمدیہ گزٹ" نومبر ۹۵ء میں پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے کئی واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ نیز حضور انور کے متعدد خطبات کا خلاصہ بھی شامل اشاعت ہے۔

★★ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے ماہنامہ "الہدیٰ" نومبر ۹۵ء کے مطابق آسٹریلین ریڈی ایشن پروٹیکشن سوسائٹی نے اپنی حالیہ کانفرنس میں ایک احمدی ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب کو فیلوشپ دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ اعزاز اس تحقیق کے نتیجہ میں دیا جارہا ہے جو انہوں نے خطرناک ریڈیائی شعاعوں سے تحفظ کے سلسلہ میں کی ہے۔

★★ "الفضل" ربوہ ۳ نومبر کی ایک خبر کے مطابق ۲۰ اکتوبر کو ۳۰۰ خدام نے ضلع سیالکوٹ میں سیلاب سے تباہ شدہ ایک کچی سڑک پر مسلسل نو گھنٹے وقار عمل کرکے اسے قابل استعمال بنایا۔

★★ ایک اور خبر کے مطابق ۳۰ اکتوبر کو نصرت جہاں انٹر کالج کی کیڈٹ کور کی تیسری سالانہ پاسنگ آؤٹ پریڈ میں ۴۷ کیڈٹس نے حصہ لیا۔ مہمان خصوصی (ر) کرنل ایاز محمود خان صاحب تھے۔

★★ روزنامہ "الفضل" ۶ نومبر میں محترم خواجہ بشیر احمد صاحب کا ذکر خیر محترم عطاء المجیب راشد صاحب نے کیا ہے۔ محترم خواجہ صاحب نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجوایشن کرنے کے بعد تجارت شروع کی لیکن ۵۳ء کے فسادات میں انکی دوکان لوٹ لی گئی۔ پھر انہوں نے تعلیم کو ذریعہ معاش بنایا۔ ۵۷ء میں برطانیہ آکر کیمبرج یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ۶۵ء میں مستقل قیام کے لئے برطانیہ آگئے۔ آپ نے بچوں کی تربیت اور دینی تعلیم کے لئے مسجد فضل لندن میں سنڈے سکول کا اجراء کیا اور ۲۵ سال سے زائد عرصہ تک اس میں تدریسی اور انتظامی خدمات سرانجام دیں۔

طب و صحت

موٹاپا دور کرنے کے لئے

موٹاپا دور کرنے اور وزن کم کرنے کے لئے پہلے Amphetamine استعمال ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس کے بہت سے نقصانات میں سے ایک نقصان اس کی عادت پڑنے کا تھا۔ چنانچہ سائنس دانوں نے نئی تحقیق کے ذریعہ نئی ادویات دریافت کرنی شروع کیں اور آج کل جس دوائی نے سائنس دانوں کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ ہے Fenfluramine جو Pondimine کے نام سے بھی آتی ہے۔ خاص طور پر اگر اسے Phenterinine (Ionamine) کے ساتھ ملا کر دیا جائے تو موٹاپا دور کرنے کے لئے بہترین دوائی سمجھی جاتی ہے۔

اس سے ۳۴ ہفتوں میں ۱۶ % وزن کم ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اس کے بالمقابل آج کل اسی مقصد کے لئے بعض دوسری ادویات استعمال کرنے سے نقصانات کا زیادہ خطرہ رہتا ہے۔ مثلاً Doethylpropion سے انسان زیادہ گھبرانے لگتا ہے اور Mazindol سے لوگ نروس ہو جاتے ہیں۔ اور ہائی بلڈ پریشر یا کم خوابی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ Fenfluramine اس قسم کے اثرات سے پاک ہے۔ موٹاپا ایک باقاعدہ بیماری ہے۔ جو لوگ ہر وقت کھانے کی خواہش کرتے ہیں اور کھانے کو دیکھ کر رہ نہیں سکتے ان کے دماغ میں ایک کیمیکل Serotonine اپنا کام نسبتاً سستی سے کر رہا ہوتا ہے۔ یہ بیماری موروثی بھی ہو سکتی ہے۔ دسمبر ۱۹۹۴ء میں سائنس دانوں نے چوہوں میں ایک ایسی جین (Gene) کا پتہ چلایا ہے جس کی موجودگی میں چوہوں کا وزن تین گنا تک بڑھ جاتا ہے۔ لیکن انسانوں میں ابھی تک ایسی جین کی نشان دہی نہیں ہو سکی۔

Fenfluramine دماغ میں سیروٹونین کا توازن قائم کرکے اسے Active کر دیتی ہے جس سے ہر وقت کھاتے رہنے کی خواہش کم پڑ جاتی ہے۔

ان خوبیوں کے ساتھ اس کے مضر اثرات بھی ہیں۔ شروع میں استعمال سے دست کا آنا اور منہ خشک ہونا اس کی علامتیں ہیں۔ بعض لوگوں میں تھکے ہوئے ہونے کا احساس اور کام نہ کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اس صورت میں خوراک کم کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے اسے Phentermine کے ساتھ ملا کر دینے سے فائدہ حاصل کیا گیا ہے۔ فینٹرامین دماغ کے ایک اور کیمیکل Dopamine پر اثر انداز ہو کر سستی کو دور کرتی ہے۔

لیکن سائنس دان اس سوال کے حل میں مصروف ہیں کہ کیا دو ادویات ملا کر دینا مناسب بھی ہے کیونکہ بعض لوگوں میں ان کے استعمال سے یادداشت میں کمزوری کے اثرات پائے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ اس کے استعمال سے Pulmonary Hypertension کی شکایت بھی سامنے آئی ہے۔ یہ ایک مہلک بیماری ہے جس میں پھیپھڑوں میں خون کا دوران مشکل ہو جاتا ہے۔ اور ذرا سے کام مثلاً سیڑھیاں وغیرہ چڑھنے سے سانس پھولنے لگتا ہے۔ اس صورت میں دوائی چھوڑ دینے سے ٹھیک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ سائنس دان اس بات پر متفق ہوتے جا رہے ہیں کہ ان دوائیوں کا استعمال صرف اسی صورت میں کرنا چاہئے جب انسان کا وزن اس کے بہترین وزن سے ۲۰ % یا اس سے زائد ہو۔

چونکہ اس کے چھوڑنے سے وزن دوبارہ بڑھنے لگتا ہے اس لئے اسے ساری زندگی استعمال کرنا پڑتا ہے۔ کیا یہ بھی مفید ہے یا نہیں؟ اس پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ (ماخوذ از ریڈرز ڈائجسٹ، جولائی ۱۹۹۵ء)

بقیہ:۔ احمدی مسلمانوں پر حملے

کافی دیر کے بعد پولیس نے احمدیوں کو چھڑایا اور کہا کہ بھاگ جاؤ۔ اس طرح احمدی مختلف سمتوں کو چلے گئے۔ چند احباب جن میں مربی سلسلہ اصغر علی صاحب بھی تھے لنک روڈ سے ہوتے ہوئے مین روڈ ایبٹ آباد میں آگئے۔ ان کے ساتھ چار خدام تھے کہ یکایک وقار گل جدون اور اس کا ساتھی مجاہد شاہ وہاں آن پہنچا اور ایک خادم محبوب احمد کے سر پر پتھر مار کر اس کا سر پھوڑ دیا۔ جب دیگر احمدی نوجوان اس کو چھڑانے کی غرض سے آگے بڑھے تو وقار گل نے مربی صاحب پر پستول سے دو فائر کر دئے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے معجزانہ طور پر ان کی حفاظت فرمائی۔ اسی اثناء میں حملہ آور مکرم ابرار احمد صاحب قائد خدام الاحمدیہ کو کلاشنکوف دکھا کر اغوا کر کے گاڑی میں بٹھا کر جنگل کی طرف لے گئے۔ وہاں ان پر تشدد کیا گیا اور کہا کہ کلمہ پڑھو۔ ابرار احمد درود شریف کا ورد کرتے رہے۔ اس اثناء میں انہوں نے ابرار احمد صاحب کے سر پر کلاشنکوف کی نالی جمائے رکھی اور کہا کہ ہم تمہیں آج نہیں چھوڑیں گے۔ اسی دوران وہاں ایک پٹھان آن نکلا اور کہا کہ اس کو کیوں مارتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا یہ مرزائی ہے اور اس نے نماز پڑھی ہے۔ نماز پڑھی ہے۔ پٹھان نے لعنت ملامت کی اور کہا کہ کوئی گناہ تو نہیں کیا جس پر وہ قائد صاحب کو چھوڑ کر وہاں سے بھاگ گئے۔

جمعہ کی رات کو ختم نبوت کے لوگوں نے چوک میں ٹریفک بلاک کر دی اور جلسہ کیا۔ ساتھ ہی قریبی مسجد سے اعلان ہوتے رہے کہ ایبٹ آباد میں احمدیوں نے اذان بھی دی ہے اور نماز بھی پڑھی ہے اور مطالبہ کیا کہ احمدیوں کو گرفتار کیا جائے۔

صدر جماعت محمد احمد بھٹی صاحب پولیس میں رپورٹ درج کرانے کے لئے پہنچے تو پولیس نے رپورٹ درج کرنے سے انکار کر دیا بلکہ الٹا ان خدام کو جو زخمیوں کی خیریت دریافت کرنے گئے گرفتار کر لیا گیا۔ اس طرح جب زخمی محبوب احمد کو ہسپتال لے جایا گیا تو اے ایس آئی پولیس نے سراسر جھوٹا بیان دیا کہ راستے میں گاڑی کا دروازہ اس کے سر کو لگا ہے جس سے چوٹ آئی ہے۔ اس طرح صحیح میڈیکل رپورٹ بھی درج نہیں کرنے دی گئی۔

آخری اطلاعات کے مطابق مخالفین روزانہ جلوس نکال رہے ہیں اور سارے علاقہ میں احمدی مسلمانوں کے خلاف اقدامات کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ تھانہ کے انچارج نے احمدیوں کو حکم دیا ہے کہ احمدی نماز کے لئے جمع نہ ہوں اور کوئی احمدی اس علاقہ میں نہ آئے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کو جو اس وقت مختلف قسم کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہیں رمضان المبارک کی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

دلچسپ خبریں

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

اپنے بچوں کو جنسی بے راہ روی سے بچائیں

پوپ نے حال ہی میں جنسی تعلیم پر مبنی ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آج سیکولر معاشرہ میں جنسی تعلقات کو عوام کی نظروں میں غیر اہم اور معمولی بات قرار دینے کی مہم جاری ہے۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اس مہم کے بداثرات سے بچانے کی کوشش کریں اور اس سلسلہ میں خود اپنی پاک وصاف اعلیٰ زندگی کا نمونہ بچوں کے سامنے پیش کریں بالخصوص اپنی بچیوں کو پیدائش کے منظر نہ دکھائیں جس سے ڈر کر بعد میں وہ مائیں بننے سے گریز کرنے لگیں۔ محفوظ جنسی تعلقات (Safe Sex) کے مسموم پراپیگنڈا کی یلغار سے بچائیں، عفت کو اپنا شعار بنائیں اور جنسی تعلقات کو شادی کے بندھن کے اندر محدود رکھیں اور اس طرح ایڈز کی بیماری سے بھی بچیں۔

پوپ کی ہدایت بڑی مناسب اور بروقت ہے اور خصوصاً مغربی معاشرہ کو اس کی بہت ضرورت ہے۔ یہ ایسی بات ہے جس میں تمام مذاہب کے پیروکاران کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔

مذاہب کے باہمی تعاون کے سلسلہ میں یاد آیا کہ کچھ عرصہ قبل ایم ٹی اے پر سوال و جواب کے ایک پروگرام میں حضور ایدہ اللہ سے کسی نے سوال پوچھا کہ دنیا میں مختلف مذاہب دشمنی، نفرت اور اختلاف پیدا کرنے کا موجب بنے ہوئے ہیں جو دنیا کے امن کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ آپ اس کا کیا حل پیش کرتے ہیں اور آپ کی جماعت اس غرض کے لئے کیا کر رہی ہے۔ حضور نے جو لطیف جواب دیا اس کا مفہوم خلاصۃً یہ تھا کہ ہر مذہب کی تعلیم کے دو حصے ہوتے ہیں ایک عقائد کا اور دوسرا باہمی تعلقات کو ٹھیک رکھنے کے لئے اخلاقی تعلیم کا۔ جہاں تک عقائد اور ایمانیات کا تعلق ہے یہ بندے اور خدا کا باہمی معاملہ ہے اور مرنے کے بعد خدا ہی اس کی جزاء دے گا۔ چونکہ قرآن کے مطابق مذہب میں جبر جائز نہیں اس لئے اس کو اختلاف کے باوجود دشمنی اور نفرت کی بنیاد نہیں بنانا چاہئے۔ دوسرے حصہ کے بارہ میں بھی خدا نے یہ کہہ کر کہ اے اہل کتاب آؤ اس بات پر متحد ہو جاؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہیں۔ ایک اصول اتفاق و اتحاد کا سمجھایا ہے چونکہ سب مذاہب کی بنیادی اخلاقی تعلیم ایک جیسی ہے لہذا سب اہل مذاہب اس پر اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں امن قائم کرنے کا یہی طریق ہے کہ اختلاف عقائد کا حق سب کو دیا جائے اور اسے حوالہ بخدا کر کے بنیادی اخلاقی تعلیم پر باہم تعاون کیا جائے اور ہماری جماعت مذہبی دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اس تعلیم کو پیش کر رہی ہے۔

پوپ کا ارشاد تورات کے دس احکام کے مطابق ہے۔ قرآن تو اہل کتاب کو مشترک تعلیم پر اتحاد کی دعوت پہلے ہی سے دے چکا ہے لہذا یہودی، عیسائی اور مسلمان اگر ان احکام پر عمل کرنے کے لئے خلوص دل سے تعاون کریں تو مذہبی دنیا امن کا منہ دیکھ سکتی ہے۔ ان احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ توحید پر قائم رہو۔ خدائے واحد کے سوا کسی کو خدا نہ مانو، نہ کسی مجسمہ یا تصویر کی پرستش کرو، خدا کا نام احترام سے لو یعنی خدا خوفی سے کام لو۔ والدین کا احترام کرو، قتل نہ کرو، زنا نہ کرو، چوری نہ کرو، جھوٹی گواہی نہ دو اور دوسرے کے مال و عزت پر حسد اور لالچ کی نظر نہ ڈالو۔

بچہ کی پیدائش کے وقت ضائع ہونے والے خون کا مفید استعمال

رحم مادر میں اللہ تعالیٰ نے بچہ کو آکسیجن اور غذائیت بہم پہنچانے کے لئے جو نظام عطا کیا ہے (Placentas and Umbilical Cords) پیدائش کے وقت اس میں سے جو خون رستا ہے وہ غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے۔ آسٹریلیا کے ڈاکٹروں نے بجائے ضائع کرنے کے اسے اکٹھا کرنا شروع کر دیا ہے اور جس بلڈ بنک میں اسے محفوظ رکھتے ہیں اس کا نام The Australian Cord Blood Bank ہے۔ پروفیسر مارکوس واولز (Marcus Vowels) نے بتایا کہ یہ بہت قیمتی خون تھا جو پہلے ضائع کیا جا رہا تھا اس میں ہڈیوں کے گودے کے خلیات عام خون کی نسبت دس گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ اس گودے (Bone Marrow) کے خلیات (Cells) خون بنانے کے نظام کے لئے بطور بنیادی اینٹوں کے کام کرتے ہیں جن سے یہ نظام تعمیر ہوتا ہے۔ لہذا اس خون کے ذریعہ بچوں کے لیکومیا (Le-ukaemia) کا علاج کیا جائے گا جبکہ آج کل ہڈیوں کا گودا اس غرض کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اس خون کا استعمال ابھی تجرباتی مراحل میں سے گزر رہا ہے۔ یہ خون پندرہ سال تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ (سڈنی مارننگ ہیرلڈ۔ ۲۰ جون ۱۹۹۵ء)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
26th January 1996 - 8th February 1996

Friday 26th January 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith.
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat, part 6
1.00	MTA News
1.30	*Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	*Mulaqat with Huzoor (Urdu)
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Saturday 27th January 1996

11.30	*Darsul Quran, By Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	M.T.A News.
1.20	Tilawat
1.30	*Mulaqat: Huzoor meets Children's
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Youth Discussion "Integration of young Ahmadies in the Jamaat"
3.40	Hubsche Autworten (German).
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Sunday 28th January 1996

11.30	*Darsul Quran, By Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	M.T.A News.
1.20	Tilawat
1.30	*Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends 7/5/1996
2.30	Eurofile: A letter from London
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Pizza Service How Pizza Service works.
3.15	Children's Corner: "Kinder sendung" with Ameer Sahib Germany.
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB.
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Monday 29th January 1996

11.30	*Darsul Quran, By Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	M.T.A News.
1.20	Tilawat
1.30	*Mulaqat: Tarjamatul Quran Class
2.30	Dilbar Mera Yehi Hay
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Speech by Khawaja Muzaffar Ahmad, Ijtema Khuddamul Ahmadiyya Karachi.
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Tuesday 30th January 1996

11.30	*Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	M.T.A News.
1.20	Tilawat
1.30	*Mulaqat: Tarjamatul Quran Class
2.30	Medical Matters
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Inaugural Speech of Jalsa Salana 1983, Pakistan by Hadhrat Khalifatul Massih the IV
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Wednesday 31st January 1996

11.30	*Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	M.T.A News.
1.20	Tilawat
1.30	Learning Languages with Huzoor Lesson 65
2.30	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: " The philosophy of the teachings of Islam" by Waseem Ahmad Shams.
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Thursday 1st February 1996

11.30	*Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	M.T.A News.
1.20	Tilawat
1.30	Learning Languages with Huzoor Lesson 66
2.30	Around the Globe: Contemporary Issues, "Islam and Human Rights, by N. Boelstad
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Quiz programme Noshaira vs. Shataj
3.30	Children's Corner: Yassamal Quran
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Friday 2nd February 1996

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat, part 8
12.30	Around the globe: "M.T.A Ke Barakaat"
1.00	MTA News
1.30	*Friday Sermon - Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
2.40	Nazm
2.50	*Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Saturday 3rd February 1996

11:30	*Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	MTA News
1.30	Mulaqat: Huzoor meets Children
2.30	Children's Corner: " Let's Learn Salaat" by Imam Sahib Rashid, part 21
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Islamisch press Shau. (German)
3.30	Spiritual advantages of Muslims in Germany.
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Sunday 4th February 1996

11.30	*Darsul Quran Hadhrat khalifa-tul-Massih IV Live from London.
1.00	MTA News
1.30	*Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
2.30	A letter from London, by Ameer Sahib UK
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Manufacturing of Sugar. German
3.30	Kinder Sendung. German
3.55	*LIQAA MA'AL ARAB
4:50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes.

Monday 5th February 1996

11:30	*Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1:00	M.T.A. News
1.20	Tilawat
1:30	*Mulaqat
2:30	Dilbar Mera Yehi Hay, by Chaudry Hadi Ali Sahib
3.00	Tilawat
3:10	M.T.A Variety: Speech Sahdar Sahib, Khuddam ul Ahmadiyya Karachi.
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes

Tuesday 6th February 1996

11.30	*Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1.00	MTA News
1.20	Tilawat
1.30	*Mulaqat: Tarjamatul Quran Class
2.30	Medical Matters
3.00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Speech by Sultan Mahmood Ahmad Sahib.
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Wednesday 7th February 1996

11.30	*Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
1.00	MTA News
1.20	Tilawat
1:30	Learning Languages with Huzoor
2.30	Around the globe: An Interview with Lubna
3:00	Tilawat
3.05	M.T.A Variety: Speech by Mr. Asad Sahib
3.50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes.

Thursday 8th February 1996

11.30	*Darsul Quran - by Hadhrat Khalifatul Masih IV Live from London
1.00	M.T.A News
1.20	Tilawat
1.30	Learning Languages with Huzoor, Lesson 69
2.30	M.T.A. Variety - Who are the Ahmadi Muslims?, by Noor Ahmad Boelstad.
3.00	Tilawat
3.10	M.T.A Variety: Quiz Programme
3.30	Children's Corner: Yassamal Quran No.21
3:50	*LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4:55	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice.
*** Simoltanious Translations are available for the following programmes in Urdu, English, Arabic, French, Bangla, Turkish.**
Friday Sermon - Mulaqat - Darsul Quran - Tarjamatul Quran Class - and Liqaa Ma'al Arab

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, January 26, 1996 No. 4

حاصل مطالعہ

(ایک داعی الی اللہ کی روحانی ڈائری سے)

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

میراث رسول عربیؐ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ بازار جاکر لوگوں کو باآواز بلند اطلاع دی کہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں بیٹھے ہو؟ لوگوں نے پوچھا کہاں؟ کہا مسجد میں، چنانچہ سب دوڑ کر مسجد آئے لیکن یہاں کوئی مادی میراث نہ تھی۔ اس لئے لوٹ گئے اور کہاں وہاں کچھ بھی تقسیم نہیں ہوتا، البتہ کچھ لوگ نمازیں پڑھ رہے تھے، کچھ لوگ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے، کچھ حلال و حرام پر گفتگو کر رہے تھے۔ بولے تم لوگوں پر افسوس ہے یہی تمہارے نبی کی میراث ہے"۔

(جمع الفوائد کتاب العلم بحوالہ طبرانی الاوسط جلد اول صـ ۲۲۱۔ بحوالہ سیر الصحابہ جلد سوم صـ ۵۴۔ مرتبہ الحاج مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی۔ ناشر ادارہ اسلامیات لاہور)

مرتبہ سیر الی اللہ

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ایک پر معارف مکتوب سے اقتباس:۔

"مرتبہ سیر فی اللہ ...... کے حصول کے لئے کوشش کو دخل نہیں بلکہ یہ محض بطریق فضل اور موہبت کے حاصل ہوتا ہے اور کوششیں صرف اسی مرتبہ فنا تک ختم ہو جاتی ہیں کہ جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک شخص کئی منزلیں طے کر کے بادشاہ کو ملنے کے لئے آیا ہے اور جس قدر ارادہ میں مانع تھے سب سے خلاصی پا کر بادشاہ کے خیمہ تک پہنچ گیا ہے۔ اب خیمہ کے اندر جانا اس کا کام نہیں ہے بلکہ وہ اپنا کام سب کر چکا ہے اور خیمہ میں داخل کرنا اور بارگاہ میں دخل دینا یہ خاص بادشاہ کا کام ہے کہ جو ایک خاص اجازت بادشاہی پر موقوف ہے۔ ناچیز بندہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اپنی بشری طاقتوں کے ذریعہ سے اور اپنے اختیار سے خود بخود بلا اجازت بارگاہ میں داخل ہو جائے"۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صـ ۸۵۔ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب، ایڈیٹر الحکم، طبع اول ۲۹ دسمبر ۱۹۰۸ء)

درود شریف اور زیارت رسولؐ

حضرت علامہ غزالیؒ کا بیان فرمودہ ایک روح پرور واقعہ:

"ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ حضور مجھ سے ناراض ہیں اسی لئے آپ نے توجہ نہیں فرمائی؟ آپ نے جواب دیا نہیں میں تجھے پہچانتا ہی نہیں۔ اس نے عرض کی حضور آپ مجھے کیسے نہیں پہچانتے؟ علماء کہتے ہیں کہ آپ اپنے امتیوں کو ان کی ماں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا علماء نے سچ اور درست فرمایا لیکن تو نے مجھ پر درود بھیج کر اپنی یاد نہیں دلائی۔ میرا کوئی امتی جتنا مجھ پر درود بھیجتا ہے اسے اتنا ہی میں پہچانتا ہوں۔ یہ بات اس شخص کے دل میں اتر گئی۔ اس نے روزانہ ایک سو مرتبہ درود پڑھنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ آپ نے فرمایا میں اب تجھے پہچانتا ہوں اور میں تیری شفاعت کروں گا۔ اس طرح سے وہ حضور کا محب بن گیا"۔

(مکاشفۃ القلوب صـ ۶۲، ۶۳۔ مصنفہ امام ابو حامد محمد غزالیؒ۔ مترجم علامہ عنفر صابری چشتی قادری۔ ناشر تصوف پبلیکیشنز رائے ونڈ روڈ لاہور۔ اشاعت ۱۹۸۶ء)

چار ہزار گنا کام کرنے کی ولولہ انگیز تحریک

حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۳ جون ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں دنیا بھر کے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"دنیا میں ہماری حیثیت چار ہزار کے مقابلہ میں ایک کی ہے اور جب تک ہم دوسروں کی نسبت چار ہزار گنا زیادہ کام نہ کریں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ جتنا گڑ ڈالا جائے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ پس جتنی محنت ہم کریں گے اتنی ہی کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے۔ جب ہمارا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہے جو ہم سے چار ہزار گنا ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کوشش کرے گا کہ اس کا کام وقت، مشق، نیک نیتی، قربانی اور اخلاص کے لحاظ سے ایسا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور چار ہزار افراد کے کام کے برابر شمار ہو سکے۔ تب ہم امید کر سکتے ہیں کہ ہم دنیا پر غالب ہونگے"۔

(الفضل ۷ جولائی ۱۹۴۴ء بحوالہ مشعل راہ صـ ۴۱۷۔ ناشر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ دسمبر ۱۹۷۰ء)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینیجر)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

۱۹۹۶ء گئوماتا کے تحفظ کا سال

(انڈیا) بھارت کی انتہا پسند ہندو تنظیم وشوا ہندو پریشد تمام سیاسی جماعتوں کو "ہندو ایجنڈا" بھجوا رہی ہے تاکہ الیکشن سے قبل انہیں معلوم ہو سکے کہ ہندوؤں کی پالیسی کیا ہونی چاہیے۔ تنظیم کے سکرٹری جنرل اچاریہ گری راج نے ایجنڈا طے کرنے کے لئے بمبئی میں سب کمیٹی قائم کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ متھرا اور بنارس میں ہندوؤں کے مندروں کو دوسرے مذاہب سے واگزار کرنا ایجنڈا میں سرفہرست ہوگا جبکہ بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر بھی آئندہ سال کے اوائل میں شروع کر دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۹۶ء گئوماتا کے تحفظ کا سال ہوگا۔

(جنگ لندن ۳۰ دسمبر ۱۹۹۵ء)

شاہ فہد نے امور حکومت شہزادہ عبداللہ کو سونپ دیے

(سعودی عرب) سعودی فرمانروا شاہ فہد نے آرام کی غرض سے امور حکومت اپنے چھوٹے بھائی ولی عہد شہزادہ عبداللہ کو سونپ دیے ہیں۔ اس کا اعلان ایک شاہی فرمان میں کیا گیا۔ شاہ فہد جنہیں نومبر میں سٹروک ہوا تھا بدستور بادشاہ رہیں گے۔

(جنگ لندن ۲ جنوری ۱۹۹۶ء)

خسارے کے بجٹ کا اعلان

(سعودی عرب) سعودی حکومت نے گزشتہ روز نئے مالیاتی سال کے لئے نئے بجٹ کا اعلان کر دیا ہے جو خسارے کا بجٹ ہے جس میں ساڑھے اٹھارہ ارب ریال کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔

(جنگ لندن ۴ جنوری ۱۹۹۶ء)

۱۹۹۵ء قدرتی آفات کا سال

(جرمنی) رائٹر کی ایک خبر کے مطابق دنیا کی سب سے بڑی انشورنس کمپنی میونخ نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ۱۹۹۵ء میں قدرتی آفات کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے چنانچہ سیلابوں، زلزلوں اور طوفانوں کے ذریعہ نقصان کا اندازہ ۱۸۰ بلین ڈالر ہے جو گزشتہ سال کی نسبت تین گنا ہے۔

۱۷ جنوری کو کوبے جاپان کے زلزلہ میں ۶ ہزار افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور نقصان کا اندازہ ۱۰۰ ملین ڈالر ہے۔

انشورنس فرم نے ۱۹۹۵ء میں کل ۶۰۰ ایسے قدرتی حادثات رجسٹر کئے ہیں جن میں ۱۸ ہزار افراد ہلاک ہوئے جبکہ ۱۹۹۴ء میں ۵۸۰ حادثات ہوئے تھے جن میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۱۰۱۵۰ تھی۔

انشورنس کمپنی نے کہا ہے کہ ۱۹۹۵ء کا سال قدرتی حادثات میں پچھلے تمام ریکارڈ کو مات کر گیا ہے۔

ضیاء الحق کی قبر کی بے حرمتی

(پاکستان) اخباری رپورٹوں کے مطابق سوموار مورخہ ۱۱ دسمبر ۹۵ء کو چند نامعلوم افراد نے اسلام آباد کی وسیع و عریض فیصل مسجد کے احاطہ میں سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کے مقبرہ کو نقصان پہنچایا۔ سنگ مرمر کا کتبہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ مزار کے اوپر سے چادر غائب کر دی گئی اور ایک طرف سے مزار کی مٹی کھودنے کی کوشش کی گئی۔

(جنگ لندن ۱۴ دسمبر ۱۹۹۵ء)

کتابیں پڑھنے کے بعد لائبریری کو بھیج دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"افراد سے میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے میری مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب (خلافت) لائبریری میں بھیج دیں۔ ان کا اپنا شوق تو پورا ہوگیا..........

اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتیں مراد ہیں جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں تو ہمیں سال میں ایک لاکھ کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں۔ (روزنامہ الفضل ۲ مئی ۱۹۹۱ء)

(مرسلہ: صدر خلافت لائبریری کمیٹی ربوہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ دواح الدین احمد